اعلام الحق

اس رسالہ کو اہل سنت نہ ملاحظہ فرمائیں نہ خریدیں ۔ شیعہ لوگوں کے واسطے ہے ۔

مسلم

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر

الحمد للہ والمنہ کہ درین زمان میمنت اقتران رسالہ مسمی بہ

۱۹۶۷ء

اعلام الحق

یکے از تصنیف و تالیف العالم النبیل والفاضل

الجلیل ذی المجد الاصیل والفخر الاثیل سباح

عیالم التحقیق و سیاح عوالم التدقیق سیدنا

السید امیر علیصاحب دام اللہ ظلہم العالی

در مطبع اثنا عشری باہتمام کمترین

سید عابد علی رضوی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سزاوار حمد وہی خالق بے نیاز ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے جہان اور جو کچھہ درمیان مین اوسکے ہے پیدا کیا اور جسنے محض از راہ کرم و رحم ہماری ہدایت و نجات کے واسطے پیغمبر علی نبینا و علیہم الصلوٰة والسلام مبعوث کئے جنہون نے طریق نیک معاشرت و عبادت اوس خلاق عالم کے ہمکو سکھلائے بعد اسکے شائقین و طالبین کتب مناظرہ کی خدمت مین خاکسار ازلی امیر علی ابن سید حسن علی مرحوم ساکن اٹاوہ محلہ سیدواڑہ سبب تحریر اس رسالہ عجالہ کا عرض کرتا ہے کہ عرصہ تخمیناً پانچ یا چھہ مہینے کا ہوا کہ اس اذل خلایق نے ایک رسالہ مختصر آٹھہ ورق کا موسومہ باعجاز البیان فی ذکر شریک القرآن در باب اثبات خلافت و امامت ائمہ اہل بیت علیہم الصلوٰة والسلام قلم عجز رقم سے رقم کر کے شائع کیا تھا اور اوس مین آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے اس امر کو ساتھہ دلایل قویہ و براہین و بیہ کے ثابت کیا تھا کہ یہی آئمہ اہل بیت حتا قیام قیامت منجانب خدا و رسول خدا بعد وفات رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہادی و رہنمائے امت ہو چکے ہین دین

جیسے ان حضرات کے جدّ امجد پر خاتمہ رسالت و نبوّت کا ہوگیا اسیطرح ان حضرات
پر خاتمہ ہدایت خلایق کا تا قیامت ہوگیا نہ اب کوئی پیغمبر صاحب شریعت وکتاب
پھر مبعوث ہوگا اور نہ کوئی ہادی خلایق یا اشاعت کنندہ شریعت ہمارے پیغمبر صلعم کا
بہ موجودگی ان حضرات کے کبھی ہوگا اور جو کوئی دعویدار امامت و خلافت ہوا ہو
یا اب ہو یا مجدّد دین بنے وہ منکر حکم خدا اور رسول خدا ہے اور ضرورت لکھنے اور
شایع کرنے اوس رسالہ مذکور الصدر کے اس زمانہ بے تمیزی مین اسلیئے ہوئی کہ بباعث
تعلیم انگریزی و علوم سائنسی کے ہمارے برادران ایمانی اپنے مذہب حقہ و عقائد صحیحہ کے
دریافت نہ کرنے سے محض سادہ لوح ہوگئے ہین اور اس زمانہ کو ہمارے مخالف
بھائیون نے نہایت غنیمت سمجھا ہے کوئی پرچہ مذہبی اونکی طرف سے ایسا نہین
نکلتا جسمین توہین مذہب شیعہ نہ ہوتے کہ ائمہ اہلبیت نبوت پر وہ وہ زبان درازیان
اور گستاخیان ہین جنکی کچھ حد اور انتہا نہین لہذا مجکو مناسب معلوم ہوا لکھنا او
رسالہ کا اور واقف کرنا برادران ایمانی کو مذہب حق شیعہ سے اور ہرگز اوس سے
کسی مخالف سے مناظرہ یا مجادلہ مقصود نتھا اسلیئے کہ نہ وہ جواب کسی رسالہ مخالف
کا تھا اور نہ کسی کے اکابر دین کی اوس مین توہین تھی پس کسی اہل خلاف کو منصب
اوسکے ردّ و قدح کا نہ تھا غرض کہ وہ رسالہ اتفاقاً کسی کے ذریعہ سے قبضہ مین
حکمت مآب جناب مولوی حکیم صادق حسین صاحب مختار کلکٹری ساکن اٹاوہ کے پہونچا
اونہون نے بجواب اوسکے ایک کھلی چھٹی میرے نام چھپوا کر مجکو بھیجی جسکی نقل بتمامہ
بنابر ملاحظہ ناظرین درج رسالہ ہذا کیجاتی ہے تاکہ ناظرین جناب حکیم صاحب ممدوح کی
حکمت اور حق پوشی کی داد دین بعد اوسکے جواب مسکت نسبت کھلی چھٹی دیا جائیگا
اور نام اس رسالہ عجالہ کا اعلام الحق رکھا گیا۔

نقل کھلی چھٹی جناب حکیم مولوی صادق حسین صاحب مختار کلکٹری

ساکن اٹاوہ اسمی مولف رسالہ ہذا

مکرمی ۔ السلام علی من اتبع الھدی ۔ سُنّی مذہب کے رد مین آپکے دو رسالے مین نے دیکھے ان دونون رسالون کا لب لباب اور خلاصہ یہ ہے کہ خلفاء ثلثہ خلیفہ برحق نہ تھے خدا اور رسول خدا نے خلیفہ بلافصل حضرت علی کو مقرر فرمایا تھا اور دوازدہ امام معصوم اور مفترض الطاعت تھے بعد رسول انکے سوا کسی کا قول فعل حجت نہین سنّیون نے شیعون کا نام ہٹ دھرمی سے رافضی رکھا ہے جناب من چونکہ میرے نزدیک آپکے یہہ عقائد قرآن کریم واحادیث نبی رؤف رحیم و خود اقوال ائمہ اثنا عشر کے مطابق غلط ہین اسلیئے مین مناسب سمجھتا ہون کہ یہہ چند سطور خدمت عالی مین پیش کرون ۔ جناب والا شیعہ مذہب کے اصول کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بڑھکر قرآن و حدیث کا سمجھنے والا بھلا اور کون ہوسکتا ہے اسلیئے مین ابو الائمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ و دیگر ائمہ کے اقوال ھی کے طرف آپکو توجہ دلاتا ہون تاکہ آپ اپنے عقائد کی غلطی و بے بنیادی پر مطلع ہون ۔ شیعون کی معتبر کتاب نہج البلاغۃ سے واضح ہے کہ جب حضرت علی خلیفہ ہوئے اور امیر معاویہ ملک شام کے گورنر نے اون سے بیعت نہین کی تو آپ نے امیر معاویہ کو یہ خط لکھا ۔ قال بیعتی بالمدینۃ لزمتک وانت بالشام لانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی ما بایعوھو علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار وللغائب ان یردوانما الشوری للمھاجرین والانصار اذا اجتمعوا علی رجل فسموہ اماما کان ذلک اللہ رضی (ترجمہ) میری بیعت مدینہ مین تجھ پر لازم ہوگی باوجودے کہ تو شام مین ہے کیونکہ مجھ سے اون لوگون نے اوس امر پر بیعت کی ہے کہ جنھون نے جس امر پہ

ابوبکر و عمر و عثمان سے بیعت کی تھی تو اب نہ حاضر کو کچھ اختیار ہے اور نہ غائب رد کرسکتا ہے۔ مشورہ صرف مہاجرین اور انصار کا ہے جب وہ کسی شخص پر مجتمع ہو جائیں اور امام بنالیں وہ اللہ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے۔ مولانا اگر آپ انصاف فرمائیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ تحریر شیعہ اور سنی کے مقدمہ میں ایک قطعی فیصلہ دیچکی ہے تحریر محولہ بالا سے ذیل کے نتائج اخذ ہوسکتے ہیں

(۱) مہاجرین والانصار مشورہ واجماع سے جو کام کریں وہ خداوند کریم کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے۔

(۲) دوسرے مہاجرین والانصار نے مشورہ واجماع سے جسکو امام بنالیا وہ امام منصوص من اللہ ہے۔

(۳) چونکہ ابوبکر و عمر و عثمان کو مہاجرین والانصار نے مشورہ واجماع سے امام بنایا تھا اسلئے وہ امام منصوص من اللہ تھے۔

(۴) جن امور پر ابوبکر و عمر و عثمان رض کو مہاجرین والانصار سے بیعت لی تھی اونھیں امور پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اون سے بیعت لی تھی۔

(۵) جب مہاجرین والانصار اجماع سے کسیکو امام بنالیں تو پھر کسی مسلمان کو اوسکی امامت وخلافت میں چون وچرا کرنیکی مجال نہیں۔

(۶) ابوبکر و عمر و عثمان رض کی امامت وخلافت میں کسی مسلمان کو چون وچرا کرنے کی مجال نہیں۔

(۷) چونکہ ابوبکر و عمر و عثمان رض کی امامت وخلافت خداوند کریم کے نزدیک پسندیدہ تھی اسلئے یہ عقیدہ کہ خدا اور رسول کے نزدیک حضرت علی خلیفہ بلافصل ہیں غلط ہے

(۸) امامت وخلافت کے لئے عصمت شرط نہیں کیونکہ ابوبکر و عمر و عثمان رض

معصوم نہ تھے حالانکہ وہ بقول حضرت علی علیہ السلام خلیفہ و امام تھے۔

(۹) چونکہ ابوبکر و عمر و عثمان رض خلیفہ و امام تھے اسلیئے انکی اطاعت لازم ہے

(۱۰) چونکہ ابوبکر و عمر و عثمان رض کی اطاعت بھی لازمی ثابت ہوی اسلیئے شیعوں کا عقیدہ کہ ائمہ اہلبیت ع کے سوا کسیکا قول فعل حجت نہین غلط ہے۔

تلک عشرۃ کاملۃ

پھر اسی نہج البلاغت مین حضرت علی علیہ السلام کا یہ مقولہ درج ہے۔ لا تکفوا عن مقالۃ بحق او مشورۃ بعدل فانی لست بفوق ان اخطی ولا امن من ذلک فی فعلی۔ حق بات اور درست مشورہ سے تم باز نہ رہو کیونکہ مین خطا سے برتر نہین ہون اور نہ مین اپنے فعل مین خطا سے مامون ہوان۔ اس قول سے چند باتین ثابت ہوئین۔

(۱) یہ کہ حضرت علی رض خطا سے محفوظ و معصوم نہ تھے۔

(۲) جو معصوم نہ ہو وہ عقلاً مفترض الطاعت نہین ہو سکتا۔

(۳) اسلیئے حضرت علی رض مفترض الطاعت نہین تھے۔

(۴) چونکہ حضرت علی رض معصوم و مفترض الطاعت نہ تھے اسلیئے دیگر ائمہ بھی معصوم و مفترض الطاعت نہ تھے۔

(۵) پس شیعون کا یہ عقیدہ کہ دوازدہ امام معصوم و مفترض الطاعت تھے غلط ہے اصحاب آئمہ کی ایک جماعت کا بھی یہی عقیدہ تھا چنانچہ ملا مجلسی حق الیقین ص ۶۹۶ مین لکھتے ہین۔ از احادیث ظاہر میشود کہ جمعے از راویان کہ در اعصار ائمہ علیہم السلام بودہ اند از شیعان اعتقاد بہ عصمت ایشان نداشتہ اند بلکہ ایشان را علماء نیکو کار میدانستہ اند چنانچہ از رجال کشی ظاہر میشود و مع ذلک ائمہ علیہم السلام حکم بایمان بلکہ عدالت

ایشان میکردہ اند۔ مولانا اب آپ انصاف فرمائین کہ اگر ائمہ اثنا عشر معصوم و مفترض الطاعت ہوتے تو جو صحابہ ائمہ کو معصوم و مفترض الطاعت نہین جانتے تھے بلکہ صرف علما دنیکو کار جانتے تھے ائمہ اونکو مومن و عادل کیون فرماتے۔ پھر مجالس المومنین مین لکھا ہے۔ در کتاب مختار از سعید منقول است کہ گفت روزی در خدمت امام جعفر علیہ السلام بودم کہ دو کس در مجلس اذن دخول طلبیدند۔ و آنحضرت ایشان را اذن کرد چون بنشستند یکے از ایشان از اہل مجلس پرسید کہ آیا در شما امام مفترض الطاعت ہست آنحضرت فرمودند کہ چنین کسے درمیان خود نمی شناسیم۔ او گفت در کوفہ قومے ہستند کہ زعم ایشان آنست کہ درمیان شما امام مفترض الطاعت موجود ہست و ایشان دروغ نمی گویند زیرا کہ صاحب ورع و اجتہاد اند و از جملہ ایشان عبداللہ یعفور و فلان و فلان اند۔ پس آنحضرت فرمودند کہ من ایشان را باین اعتقاد امر نکردہ ام گناہ من دران چیست۔ دیکھیے امام جعفر علیہ السلام امام مفترض الطاعت ہونے سے خود انکار فرماتے ہین اس سے بڑھکر اور ثبوت آپ کیا چاہتے ہین۔ اب ایک امر اور تحقیق طلب باقی رہ گیا کہ وہ مشہور خطاب (یعنے رافضی) آپکو سنیون نے دے رکھا ہے یا یہ خطاب آپکو من جانب اللہ عطا ہوا ہے اسکے نسبت ہم کچھ کہنا نہین چاہتے کافی کی کتاب الروضہ سے ایک حدیث پیش کیئے دیتے ہین۔ سلیمان نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے شکایت کی کہ مخالفین نے ہمارا نام بہت سخت رکھا ہے۔ فقال ابو عبد اللہ علیہ السلام الرافضہ قال نعم وقال لا واللہ ما سموکو بل اللہ سماکو۔ ترجمہ تو فرمایا امام جعفر علیہ السلام نے (رافضی) تو مین نے کہا کہ ہان۔ امام نے فرمایا کہ واللہ یہ نام تمہارا مخالفون نے نہین رکھا بلکہ اللہ نے تمہارا یہ نام رکھا ہے مولانا صاحب اس مختصر تحریر سے آپکو اپنے عقائد کی حقیقت معلوم ہوگئی ہوگی اور

امید ہے کہ آپ اپنی غلطی کا اعتراف کرینگے با این ہمہ اگر آپکو اپنے عقائد کی صحت پر اصرار ہو تو میری یہ گذارش ہے کہ براہ مہربانی آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلیفہ بلافصل اور ائمہ اثنا عشر کے معصوم و مفترض الطاعت ہونے کے ثبوت مین کوئی آیت قطعیۃ الدلالت یا حدیث صحیح مرفوع متصل غیر معارض بآیات و احادیث صحیحہ پیش کرین اگر آپ ایسی آیت یا حدیث صحیح پیش کرینگے تو آپکی خدمت مین فی آیت یا حدیث ایک روپیہ نذر کیا جائیگا۔ راقم خاکسار صادق حسین مختار عدالت سابق ایڈیٹر و پروپرائٹر اخبار اظہار الحق و رسالہ صبح صادق اٹاوہ تاریخ اسی دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء۔ مجالس المومنین مطبوعہ طہران صفحہ ۱۶۶ مجلس پنجم ذکر سعید۔ جو حدیث قرآن کریم کے مخالف ہو وہ حدیث صحیح نہین سمجھی جائیگی فقط مطبوعہ البشیر پریس اٹاوہ۔

الجواب

قال المولوی جناب حکیم صادق حسین صاحب قادیانی مختار عدالت ساکن اٹاوہ

سُنّی مذہب کے رد مین آپکے دو رسالے مین نے دیکھے ان دونون رسالون کا لب لباب اور خلاصہ یہ ہے خلفاء ثلثہ خلیفہ برحق نہ تھے خدا اور رسول خدا نے خلیفہ بلافصل حضرت علی کو مقرر فرمایا تھا الخ۔

اقول بے شک ایسا ہی مین نے رسالہ اعجاز البیان مین لکھا ہے اور ایسا ہی بشہادت قرآن مجید و فرقان حمید و کلام معجز نظام حضرت خیر الانام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے الے یوم القیام ثابت ہے چنانچہ آیات و احادیث صحیح محولہ رسالہ مذکور سے آپکو واضح ہوا ہوگا مگر آپکو تو قرآن اور کلام ہدایت التیام رسول انام صلعم سے

کچھ واسطہ ہی نہین رہا ہے جب سے آنحضرت صلعم نے وفات کی آپنے تو اپنی شریعت علیحدہ اور نیا قرآن اقوال صحابہ اور اونکے اجماع کو مان لیا ہے آپ لوگ خدا اور رسول خدا کی کب سنتے ہین بمقابلہ اقوال صحابہ کے اور واقعی بقول آپ لوگون کے جب اجماع صحابہ کسی امر پر جو بعد وفات رسول مقبول ہو پسندیدہ خدا ہے تو شریعت محمدی و قرآن صمدی کہ حکم سابق ہے حکم جدید کے مقابلہ مین ضرور منسوخ سمجھا جاویگا ہان البتہ اگر قرآن واسطے پڑھنے تراویح و بجا آوری حکم فاروق اعظم حضرت عمر کے حفظ کیا جاوے تو مضائقہ نہین ہے بلکہ ایک گونہ باعث ثواب ہے بموجب عقائد آپ لوگون کے اور یہی وجہ ہے کہ آپنے آیات قرآن اور احادیث صحیح رسول اللہ سے منھ پھیر کر سنت اجماعی صحابہ پر استدلال کیا ہے اور اونہین کی سنت کو قطعی فیصلہ حقیت مذہب فریقین قرار دیا ہے پس اس صورت مین آپ لوگون کا یہ دعوے بے دلیل کہ ہمارا مذہب موافق قرآن و احادیث صحیحہ ہے غلط قرار پا گیا برادرم اسکو کہتے ہین حق برزبان جاری کسی نے خوب کہا ہے جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے۔

قال المولوی صادق حسین قادیانی۔ سنیون نے شیعون کا نام ہٹ دہرمی سے رافضی رکھا ہے الخ۔

اقول برادرم مین نے رسالہ اعجاز البیان مین یہ فقرہ نہین لکھا ہے یہ فقرہ موضوع آپکا ہی کیون جھوٹ بولکر تحت آیہ لعنة اللہ علی الکاذبین ہوتے ہو آپکے علماء تو اس فن مین مشاق ہی تھے جیسے صاحب تحفہ آپ اون سے بھی چند قدم آگے بڑھ گئے کیا خوب آفرین صد ہزار آفرین۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند نہین نہین آپکی صداقت محولہ اقوال ائمہ اطہار کی معلوم ہوگئی ضرور کوی قول مستند لہ آپکا قابل اعتبار نہین ہے۔ البتہ رسالہ مذکور مین مین نے یہ لکھا ہے کہ جبکہ کوی اجماع صحابہ

جو بنا بر خلافت حضرت ابوبکر ہوا تھا باہر ہوا وہ رافضی کہلایا گیا پس مین اس بارہ مین
کچھ کہنا نہین چاہتا آپ خود سمجھ لین کہ وہ لوگ زمانہ تقرر خلافت حضرت ابوبکر مین کون تھے
قال المولوی صادق حسین قادیانی - جناب من چونکہ میرے نزدیک آپکے یہہ
عقائد قرآن کریم اور احادیث نبی رؤف و رحیم و خود اقوال ائمہ اثنا عشر کے مطابق غلط
ہین الخ - اقول عزیز من آپ کیا اور آپکا عندیہ ہی کیا آپنے دو چار کتابین قانونکی
یاد کر کے مختاری کا پاس حاصل کیا ہے آپ قرآن اور حدیث کو کیا جانین آپکی
استعداد علمی جو کچھ ہے وہ معلوم اور اوس پر یہ زعم سبحان اللہ کیا کہنا ہے آپ تو
خود غلطی پر ہین اور زبردستی بزبان درازی دوسرونکو اپنے جودت طبع سے اپنا ساہی
بنلاتے ہین لہذا مین آپکو آپکی غلطی سے آگاہ کرتا ہون کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ
وسلم نے آخیر وصیت تم لوگون کو یہ کی ہے - انی تارک فیکم الثقلین کتاب
اللہ و عترتی واہلبیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی لن یتفرقا
حتے یردا علی الحوض - یعنے چھوڑے جاتا ہون مین درمیان تمھارے دو چیزین
بزرگ ایک قرآن اور دوسرے اہلبیت اپنے پس ان دونون سے تم تمسک کروگے
ہرگز گمراہ نہوگے تم بعد میرے اور یہ آپس مین جدا نہونگے تا ورود حوض کوثر
آپ اور آپکے بانی مذہب نے تعمیل اس وصیت اخیر کی نہین کی جو آنحضرت صلعم نے
قبل از وفات فرمائی اور اپنے اور آپکے بانی مذہب نے قرآن اور اہلبیت سے منھ پھیر کر
قول و فعل صحابہ پر تمسک کیا اور احکام قرآنی سے روگردانی کرکے اجماع صحابہ کو
بمقابلہ قرآن پسندیدہ خدا قرار دیا اور جسکو چاہا اوسکو اجماع سے خلیفہ اور رہنمائے
امت بنایا یہانتک کہ تم لوگون نے اپنے تئین اونہین لوگون سے منسوب کیا جنکو
تمنے رہنمائے امت بنایا کوئی حنفی ہے کوئی مالکی کوئی شافعی ہے کوئی حنبلی اور
کوئی قادیانی - جعفری رضوی مرتضوی کا نام کہین نہین اور اونہین کے فقہ اور

مسائل استخراجی قیاسی پر آپ لوگون کے مذہب کا دارومدار ہے آپ ہی انصاف فرمائین
کہ آپ اور آپکے بانی مذہب غلطی پر ہین یا ہم جو اصول سے فروع تک متمسک
بہ ثقلین ہین اور اونہین دو کے تمسک کو دین وایمان اپنا سمجھتے ہین۔
قال المولوی صادق حسین قادیانی جناب والا شیعہ مذہب تیرے اصول کے
مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بڑھکر قرآن وحدیث کا سمجھنے والا بھلا اور کون
ہوسکتا ہے الخ۔ اقول واقعی ہمین شک کیا ہے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم آپکی تعریف اور توصیف مین یون فرمائین۔ انا مدینۃ العلم وعلی بابہا
ومن اراد العلم فلیاب الباب۔ یعنے مین علم کا شہر ہون اور علی اوسکا دروازہ
ہے جو کوئی ارادہ علم حاصل کرنیکا کرے وہ دروازہ کے طرف رجوع کرے
مطلب اس حدیث سے یہ ہے کہ علم قرآن اور علم سنت سوائے حضرت علی کے
دوسرے سے حاصل نہین ہو سکتا۔ اور بتائید اس حدیث کے دوسری حدیث
یہ ہے۔ علی مع القرآن وقرآن مع العلی۔ یعنے علی ساتھ قرآن کے ہے اور
قرآن ساتھ علی کے۔ پس اسی وجہہ سے ہمنے حضرت علی علیہ السلام کو خلیفہ اور امام
بلا فصل سمجھا کہ وہی حضرت احکام الہی اور سنت نبوی کے سمجھنے والے اور امت
کو سمجھانے والے ہین بارشاد آنحضرت صلعم کے نہ دوسرا کوئی غیر اونکے اور یہ حکم
آنحضرت صلعم کا نسبت خلافت بلا فصل علی مرتضے کے ہے اور یہ نص خلافت
ہے اسلیئے کہ نبی کا نائب عالم علوم دین ہوتا ہے نہ جاہل مگر افسوس ہے اون لوگون پر
جنہون نے بطمع دنیا ایسے اعلم علوم دین کو چھوڑکر دوسرونکو پیشوائے دین بنایا
اگر آپ بھی اونہین لوگون مین ہین تو آپ غلطی پر ہین۔
قال المولوی صادق حسین قادیانی۔ اسلیئے مین الوالائمہ حضرت علے
کرم اللہ وجہہ ودیگر ائمہ کے اقوال ہی کی طرف آپکو توجہ دلاتا ہون تاکہ آپ

اپنے عقائد کی غلطی و بے بنیادی پر مطلع ہوں۔

اقول بسم اللہ آپ اقوال ابوالائمہ و دیگر ائمہ علیہم السلام کے پیش کیجیے اگر صحیح ہیں بسر و چشم قبول۔ اسلیے کہ ہمارا مذہب بحکم خدا و رسول ماخوذ انہیں حضرات کے اقوال سے ہے اور پورا پورا تمسک ہمارا ثقلین ہی پر ہے ہم اون لوگوں کے گروہ میں نہیں ہیں جنہوں نے بظاہر قرآن کو بجھول دنیا و رآیات دنیا لیا اور ثقل ثانی اہلبیت کو چھوڑ دیا اور حسبنا کتاب اللہ کہکر حکم نبوی کو ٹال دیا حالانکہ دونوں کے تمسک کا آنحضرت صلعم نے حکم دیا تھا پس جنکا مذہب پورا پورا موافق قرآن و اقوال اہلبیت ہو انکے عقائد اور مذہب کی غلطی کون نکال سکتا ہے آپ تو کیا آپکے بڑے بڑے علماء عظام جو امام زمانہ مشہور تھے بہت کچھ اس باب میں سعی کر کے ناکامیاب رہے اور اس ناکامیابی کا داغ دل پر رکھکر اس دنیا سے گذر گئے آپ ناحق اپنی تضیع اوقات فرماتے ہیں اور انشاء اللہ دکھین اقوال ابوالائمہ سے آپکے مذہب اور عقائد کی غلطی ثابت کیے دیتا ہوں۔

قال المولوی صادق حسین قادیانی۔ شیعوں کی معتبر کتاب نہج البلاغۃ سے واضح ہے کہ جب حضرت علی خلیفہ ہوے اور امیر معاویہ ملک شام کے گورنر نے اون سے بیعت نہیں کی تو آپنے امیر معاویہ کو یہ خط لکھا۔

قال بیعتی بالمدینۃ لزمتک وانت بالشام لانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر و عمر و عثمان رض علی ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار وللغائب ان یرد وانما الشوری للمھاجرین والانصار اذا اجتمعوا علی رجل فسموہ اماما کان ذالک اللہ رضی میری بیعت مدینہ میں تجھپر لازم ہوگئی باوجودیکہ تو شام میں ہے کیونکہ مجھ سے اون لوگوں نے اوسی امر پر

بیعت کی ہے جنہون نے جس امر پر ابوبکر و عمر و عثمان سے بیعت کی تھی تو اب حاضر کو
کچھہ اختیار ہے اور نہ غائب دگر سکتا ہے ـ مشورہ صرف مہاجرین والانصار کا ہے
جب وہ کسی شخص پر مجتمع ہوجائین اور امام بنالین وہ اللہ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے
اقول برادرم بخاری بعد از کلام باری جسطرح آپکے نزدیک ہے اوس طرح کتاب
نہج البلاغۃ ہمارے نزدیک بعد از کلام باری نہین ہے کہ خواہ مخواہ بمقابلہ آیات
قرآن واحادیث صحیح کے اوسکی کسی کتابت پر ہم تمسک کرین اگر کوی خطبہ یاکوی
کتابت اوسکی مخالف آیات قرآنی واحادیث صحیحہ یا خلاف واقعات کتب سیر وتواریخ معتبر
ہوگی تو ہم ہرگز اوس پر عمل نکرینگے ہان اگر ممکن ہوگا تو اوسکی ہم تاویل کرینگے ورنہ
ترک کردینگے اسلیئے کہ اکثر کتب وخطب اوسکے منقول ہین کتب مخالفین سے اور
جناب سید رضی علیہ الرحمہ گو مولف اوس کتاب کے ہین مگر مصدق اوسکے نہین ہین
اونھون نے جو جو خطبات کہ منسوب بحضرت علی مرتضے علیہ السلام پائے کتب
فریقین سے وہ کتاب مذکورہ مین درج کردیے اور بعض خطبات تو اوسکے ایسے
ہین جو مذمت ثلثہ سے مملو ہین جیسے خطبہ شقشقیہ جنکی تصدیق اور توثیق آپکے
علماء عظام نے کی ہے چنانچہ آگے ظاہر کیا جائیگا پہلے آپنے اوس کتاب کی تصدیق
ہماری کتب اور ہمارے علماء کے اقوال سے کی ہوتی تب اوسکے کسی کتابت پر
آپکو استدلال کرنا لازم تھا کہ فلان عالم یا فلان مجتہد شیعون کا نسبت اوس کتاب کے
یون کہتا ہے یا اپنی کتاب مین یون لکھتا ہے اپنے بلادلیل قایم کیئے ہوی بیدھڑک
کہدیا کہ شیعون کی کتاب معتبر نہج البلاغۃ مین یہ لکھا ہے خیر مین نفس مطلب اوس
کتابت محولہ سے آپکو آگاہ کیئے دیتا ہون جس سے آپنے استدلال کیا ہے اور جسکو
آپنے فیصلہ قطعی مقدمہ مذہب فریقین قرار دیا ہے بڑی غلطی کی ہے اسلیئے کہ وہ
تحریر محولہ آپکے مذہب کے بالکل مخالف اور نہایت مضر ہے چنانچہ معلوم ہوگا ـ

تو آپ متوجہ ہوجیے اور اپنے کیئے ہوئے خود نادم اور شرمندہ ہوجیے نفس مطلب
اوس کتابت محولہ کا یہ ہے کہ جب حضرت عثمان رض نے اس دار فانی سے بکارروائی
ناچیز صحابہ رحلت فرمائی تو بعد از خرابی بصرہ مدینہ کے لوگون نے جو اکابر صحابہ تھے
اور جنھون نے بزمانہ خلافت حضرت عثمان بہت کچھ تکلیف اوٹھائی تھی اور بمقابلہ
بنی امیہ اونکی کچھ بھی توقیر باقی نرہی تھی لہذا وہ اپنے صابق کردارون پر نادم ہوکر
حق کی طرف رجوع ہوے اور بخوشی حضرت علی مرتضےؑ کی بیعت کرلی اور آپنے بقول
اگر دن کا بھولا ہوا شام کو گھر آجائے تو اوسکو بھولا نہین کہنا چاہیئے۔حضرت نے
اونکی بیعت قبول کرلی اور ان اکابر صحابہ کے بیعت کرنے سے سب مسلمانون نے
حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کرلی الا امیر معاویہ کہ اونسے بیعت سے انکار کیا او
ملک شام کے مسلمان کہ رعایا اوسکے تھے وہ اپنے والی ملک کے حامی اور مددگار
ہوگئے اور اکثر صحابہ اور تابعین بھی بطمع حکومت و ریاست و بامید انعام و اکرام
معاویہ معین معاویہ ہوگئے اور جب یہ حال حضرت شاہ ولایت کو معلوم ہوا تو آپ
نے یہ خط امیر معاویہ کو خصوصاً اور اوسکے معاونین کو عموماً الزاما للخصم اس مضمون سے
لکھا۔کہ اے معاویہ و معاونین معاویہ آگاہ ہو کہ میری بیعت مدینہ مین تم سب
لوگون پر لازم بلکہ الزم قرار پاچکی باوجودیکہ تم لوگ شام مین ہو اسلیئے کہ اونھین
صحابہ مہاجرین و انصار نے مجکو اپنے شورائے و اتفاق و اجماع سے قابل خلافت
سمجھکر خلیفہ بنا لیا ہے جنھون نے اپنے شورائے و اجماع سے حضرت ابو بکر و عمر
و عثمان رض کو بلا کسی استحقاق کے بمقابلہ میرے بے حکم خدا و رسول خلیفہ بنایا تھا
اور اپنی رائے اور مشورہ کو جنھون نے خدا اور رسول کی رائے پر مقدم رکھا تھا حالانکہ
مین بموجب حکم خدا بمقام غدیر خم قبل اونکے خلیفہ بلافصل ہوچکا تھا مگر تمھارے پیشوایان
دین یعنے صحابہ مہاجرین و انصار نے خدا اور رسول کی رائے اور تجویز کو اپنی رائے

اور تجویز کے مقابل پسند نہ کیا اور حضرت ابوبکر کو اپنے شورے سے خلیفہ مقرر کردیا
اور بعد اونکے حضرت عمر و عثمان رض کو خلیفہ بنایا اور صریح مخالفت حکم خدا اور رسول
کے کی اور جب اونھون نے اس دار فانی سے کوچ کیا تو پھر مجھ سے بہتر کوئی اونھون نے
نہ پایا لہذا بہ مجبوری یا کسی مصلحت سے اونھون نے آپسمین شورے کرکے میری
خلافت پر اجماع کیا اور مجکو مثل حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کے خلیفہ مان لیا اور
میری بیعت کرلی چونکہ بموجب اصول مذہب مقررہ تمھاری یہ بات قرار پاچکی ہے
کہ مہاجرین و انصار اپنے شورے سے جس شخص کو خلیفہ یا امام بنالین وہ اللہ کے
نزدیک بھی پسندیدہ اور قابل اطاعت ہے پس جب یہ بات بموجب مذہب
مختارہ تمھارے واجب العمل برخلاف احکام قرآنی مان لی گئی ہے تو اب جو تم لوگ
بوجہ عداوت قدیمہ و کینہ دیرینہ میری بیعت سے کراہت کرتے ہو تو تم لوگ بڑے
ہٹ دہرم اور فتنہ پرداز ہو نہ تمنے خدا اور رسول خدا کا حکم مانا اور نہ اپنی پیشوایان
دین کے اجماع کی کچھ وقعت سمجھے جو بموجب اصول مقررہ تمھارے پسندیدہ خدا
تھا۔ اب ناظرین رسالہ جناب مولوی صاحب قادیانی کی خوش فہمی اور سخن دانی کا اندازہ
اسی دو سطر کی کتابت سے معلوم کرسکتے ہین کہ اونکو سخن فہمی مطلق نہین ہے اور نہ کچھ
علم سے اونکو بہرہ ہے ہان یہ ضرور ہے کہ اونکو مادۂ بھڑکانے اور خوش کرنے جہلائے
ناواقفان کا بہت کچھ ہے اوسی زعم پر برائے نام مولوی صاحب مشہور ہوگئے ہین
جو کتابت کہ سراسر طعن اور الزام دہی صحابہ منکرین خلافت حقہ کے نسبت مبنی بہ
دلالت ہین ہے اوسیکو جناب مولوی صاحب حقیت خلافت ثلثہ مین استدلالا پیش
کرتے ہین اور اوسی سے نتائج اپنے مطلب کے نکالتے ہین العجب العجب۔ اور جو حضرت
علی مرتضے علیہ السلام نے بیعت مرجوعین الی الحق قبول کرلی تو آپ اپنی غلط فہمی سے
یہ سمجھ گئے کہ اجماع ناجائز صحابہ کو بھی جو خلافت حضرت ابوبکر و غیرہ پر ہوا تھا حضرت

علی مرتضے علیہ السلام نے حق مان لیا ہرگز نہین اسلیے کہ اجماع جائز کسی امر شرعی مین اوسوقت ہوسکتا ہے جب قرآن اور سنت رسول مین کوی حکم نہ ہو اور جبکہ قرآنمجید مین حکم اطاعت اولی الامر موجب اس آیہ کریمہ کے ۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم موجود ہے اور آنحضرت صلعم نے بارشاد حدیث ثقلین وغیرہ اہلبیت اپنے کو اولے الامر بتلایا ہے تو پھر باوجود موجود ہونے ایسے احکام صریح کے بجز آپکے یا آپکے ہم مذہبون کے اجماع صحابہ کو کون پسندیدہ خدا مان سکتا ہے اور پھر اسی باب خاص مین خداوند تعالے یون ارشاد فرماتا ہی فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ذالک خیر واحسن تاویلا ۔ یعنے پس اگر جھگڑا کرو تم بیچ کسی چیز کے پس پھیردو اوسکو طرف اللہ اور رسول کے اگر ہو تم ایمان لائے ساتھ اللہ اور دن پچھلے کے یہی بہتر اور اچھا ہی تو پھر برخلاف ان احکام الہی اور ارشادات نبوی کے جو صحابہ مہاجرین وانصار نے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان وغیرہم کو اجماع کر کے اپنے شورے سے اولی الامر بنالیا اور اونکو خلیفہ رسول اللہ قرار دیا یہ اجماع اور شورے اونکا کب اون لوگون کے مقابلہ مین قابل حجت اور پسندیدہ خدا ہوسکتا ہے جو پورے پورے متمسک بہ ثقلین ہین اور حضرت علی علیہ السلام کہ باب العلم قرآن وسنت تھے اور بحکم خدا و رسول خدا جو اولی الامر یعنے حاکم اور رہنما سب امت کے پہلے ہی سے ہو چکی تھی وہ حضرت اس فعل صحابہ کو جو بالکل خلاف قرآن اور احادیث صحیحہ کے تھا کیونکر پسندیدہ خدا سمجھتے برادرم وہ حضرت تو برابر منکر اجماع صحابہ رہے ہین اور برابر اس فعل ناجائز کی مذمت فرماتے رہے ہین اور صحابہ متخلفین کی برابر شکایت کرتے رہے ہین چنانچہ خطبہ شقشقیہ مندرجہ تحت سے جو بہ امر صحیح ہے نہج البلاغۃ مین جسکو اپنے نزدیک شیعہ معتبر قرار دیا ہی مندرج ہے اور یہ وہ خطبہ ہے جسکے نسبت تاریخ ابن خلکان جلد اول صفحہ ۳۶۵

ہیں اور تفسیر محی الدین ابن العربی فی تفسیر سورۃ الاخلاص ہیں اور شرح تجرید قوشجی صـ ۳۶۹
وشرح ابن میثم سـ ۹۴ ہیں ابن خلکان وابن العربی وشارح قوشجی وابن عبد اللہ
وابو علی جبائی وابن الخشاب وابن شبیب نحوی ومولوی ولی اللہ محدث دہلوی
اقرار کرتے ہیں کہ خطبہ شقشقیہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک سے
فرمایا تھا وھو ھذا۔ اما واللہ لقد تقمصها ابن ابی قحافۃ وانہ لیعلم
ان محلی منها محل القطب من الرحی ینحدر عنی السیل ولا یرقی الی الطیر
فسدلت دونها ثوبا وطویت عنها کشحا وطفقت ارتئی بین ان اصول
بید جذاء او اصبر علی طخیۃ عمیاء یهرم فیها الکبیر ویشیب فیها الصغیر
ویکدح فیها مؤمن حتی یلقی ربہ فرایت ان الصبر علی ہاتا احجی فصبرت
وفی العین قذی وفی الحلق شجی اری تراثی نهبا حتی مضی الاول بسبیلہ
فادلی بها الی فلان بعدہ ثم تمثل بقول الاعشی شتان ما یومی علی کورها
ویوم حیان اخی جابر فیا عجبا بینا ھو یستقیلها فی حیاتہ اذ عقدها
لآخر بعد وفاتہ لشد ما تشطرا ضرعیها فصیرها فی حوزۃ خشناء
یغلظ کلمها ویخشن مسها ویکثر العثار فیها والاعتذار منها فصاحبها
کراکب الصعبۃ ان اشنق لها خرم وان اسلس لها تقحم فمنی الناس لعمر اللہ
بخبط وشماس وتلون واعتراض فصبرت علی طول المدۃ وشدۃ المحنۃ
حتی اذا مضی لسبیلہ جعلها فی جماعۃ زعم انی احدهم فیاللہ وللشوری
متی اعترض الریب فی مع الاول حتی صرت اقرن الی ہذہ النظائر
لکنی اسففت اذ اسفوا وطرت اذ طاروا فصغی رجل لضغنہ ومال
الآخر لصهرہ مع ھن وھن الی ان قام ثالث القوم نافجا حضنیہ
بین نثیلہ ومعتلفہ وقام معہ بنو ابیہ یخضمون مال اللہ خضم الابل

نبتة الربیع الی ان نکث علیہ فتلہ واجہز علیہ عملہ وکبت بہ بطنتہ
فما راعنی الا والناس حولی کعرف الضبع ینثالون علی من کل جانب
حتی لقد وطی الحسنان وشق عطفای مجتمعین حولی کربیضة الغنم
حتے اذا نہضت بالامر نکثت طائفة ونسقت اخری ومرقت اخری
ففسق ان امر بہ کانہم لم یسمعوا کلام اللہ سبحانہ حیث یقول تلک
الدار الاخرة نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبة
للمتقین بلی واللہ لقد سمعوہا ولکنہم احلولت الدنیا فی اعینہم وراقہم
زبرجہا اما والذی فلق الحبة وبرء النسمة لولا حضور الحاضر وقیام الحجة
لوجود الناصر وما اخذ اللہ تعالی علی العلماء ان لا یقاروا علی کظة ظالم
ولا سغب مظلوم لالقیت حبلہا علی غاربہا ولسقیت اخرہا بکاس
اولہا ولالفیتم دنیاکم عندی کعطفة عنز - ترجمہ حسب محاورہ اردو
قسم ہے خدا کی کہ خلیفہ ہوے ابو بکر درانحالیکہ وہ جانتے تھے کہ خلافت مین
میرا حق بمنزلہ قطب نسبت سنگ آسیا کے ہے یعنے وفات رسول خدا صلعم
کے بعد بجز میرے کوئی دوسرا شخص حقدار خلافت نہ تھا اور جسطرح چکی مین
ایک آہنی کیل لگائی جاتی ہے جسپر چکی کا بالائے پاٹ گردش کرتا ہے مگر میخ
استقلال کے ساتھ اپنے مقام پر قایم رہتی ہے اگر میخ آہنی نہو تو چکی بیکار رہے
اسی طرح خلافت کا تعلق میرے ساتھ ہے کہ بغیر میرے خلیفہ ہوے دین اسلام
مین خرابی واقع ہوگی اور امت گمراہ ہو جاویگی اور دریاے علوم و فیوض ظاہری
و باطنی مین ہون اور میرا مرتبہ کمال اسقدر بلند ہے کہ خیال بشری وہان تک
پہونچ نہین سکتا جسطرح کہ انتہاے بلندی تک پرندہ نہین پہونچ سکتا۔ اور
مین نے چشم پوشی اور سکوت کیا نزاع خلافت مین اور غور کرتا رہا اس امر کی طرف

کہ بحالت عدم موجودگی معین وانصار کے آمادہ جنگ ہون یا صبر کرون اس زمانہ پر
آشوب وفتنہ وفساد مین صبر اس درجہ سخت نظر آتا تھا کہ جسمین کم سن بوڑھا ہو جاتا ہے
اور جوان ضعیف وناتوان ہو جاتا ہے اور مومن کو اس صبر مین قربت الٰہی نصیب
ہوتی ہے - پھر مین نے صبر کرنا افضل سمجھا اور صبر کیا جسکے سبب سے آنکھون مین
کھٹک اور حلق مین زخم ہو گیا - اور دیکھتا رہا اپنی میراث کو لٹتا ہوا یہانتک کہ گذرا
اول (یعنے فوت ہوئے حضرت ابوبکر اور ختم ہوا زمانہ خلافت اول کا) اپنے راستہ سے
اور پھر جھکا یا اول نے فلانے کی جانب اپنے بعد (یعنے مقرر ہوئی خلافت حضرت
عمر کی بعد وفات حضرت ابوبکر بحکم حضرت ابوبکر) اور مثال دی آنحضرت نے قول
اعشی کی - کہ کسقدر فرق ہے روز سرگردانی سے پشت ناقہ پر اور روز مصیبت
حیان بھائی جابر سے - تعجب ہے اوسکے (یعنے حضرت ابوبکر کی) دو حالتون سے
اوپر کہ اپنی زندگی مین اول طالب معافی ہوا اور مقرر کر گیا دوسرے کے واسطے
اپنی وفات کے بعد (یعنے وقت حصول خلافت حضرت ابوبکر نے معافی چاہی کہ
مجھسے قبول خلافت مین خطا ہوئی اور قریب مرگ وصیت کردی کہ میرے بعد
حضرت عمر خلیفہ ہون) ان دونون نے پستان شیر خوار کو خوب چوسا (یعنے حضرت
ابوبکر اور حضرت عمر نے دل بھر کر عیش وحظ خلافت کو حاصل کیا) اور حالت خشونت
مین خلافت کو چھوڑا - جسکا زخم سخت تھا اور خشونت مین بھرا ہوا تھا - یعنے سخت
مزاج وزود رنج وغصہ ور - جیسا کہ سوار کسی سرکش وبے محنت جانور کا خوفناک
رہتا ہے اس امر سے کہ اگر اپنے ناقہ کی مہار کھینچتا ہے تو نکیل کے ٹوٹنے کا ڈر رہتا ہے
اور ڈھیلا چھوڑ دینے سے بے قابو ہو جانیکا اندیشہ ہے - قسم خدا کی ایک
مین ہی نہین بلکہ کل امت اس وحشت اور تلون اور زبان درازی کی معترض تھی
(جناب امیر نے یہ الفاظ زمانہ خلافت ثانی کے سختیون اور تلون اور زبان درازیکے

بارہ مین ارشاد فرمائے ہین کہ اگر مین صبر و سکوت کے ساتھ دیکھتا رہتا تو اسلام برباد ہوتا تھا اور دخل دیتا تھا تو فتنہ و فساد پیدا ہوتے تھے۔ پس صبر کیا مین نے طول مدت پر (یعنے خلافت ثانی کے زمانہ دراز پر) اور سخت محنت پر (یعنے اس زمانہ دراز مین جو حفاظت شریعت مین حضرت علی نے محنت گوارا فرمائی اوسکی نسبت آپ فرماتے ہین کہ مین نے اس سخت محنت پر بھی مدت دراز تک صبر کیا) یہان تک کہ جب گذر اوہ (یعنے فوت ہوے خلیفہ ثانی) مقرر کر گئے ایک جماعت کو اور اونکے زعم مین اوس جماعت مین ایک مین بھی شمار کیا گیا (یعنے وقت موت خلیفہ ثانی نے تعین خلافت کے واسطے چند لوگ نامزد کیے اونمین حضرت علی کو بھی شمار کیا تھا جو کہ دراصل خلیفہ برحق تھے) خدایا تو بچا آفتون اور شورے سے کیا شک ہوا تھا اوسکو (یعنے خلیفہ ثانی کو) مجھ سے ساتھ اول کے (یعنے حضرت ابو بکر کے) کہ ملایا گیا ان سے لیکن مین شریک ہوا اونکے ساتھ جب اونھون نے پست پروازی کی اور بلند پروازی کی اونکے ساتھ جب اونھون نے بلند پروازی اختیار کی (یعنے وقت تعین خلافت ثالث مجکو اہل شورے کے ساتھ شریک ہونا پڑا اور کوئی بات مخالفت کا مین نے نہین کیا۔ پھر مایل ہوا ایک شخص اپنے کینہ کی جانب (یعنے سعد جسکا باپ وقاص غزوہ بدر مین حضرت علی کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا) اور مایل ہوا دوسرا رشتہ دامادی کے جانب (یعنے عبد الرحمن بن عوف) اور مقرر ہوا تیسرا قوم ثالث سے (یعنے حضرت عثمان باتفاق سعد ابن ابی وقاص و عبد الرحمن بن عوف خلیفہ مقرر ہوے) اور اوٹھے اوسکے ساتھ بنی امیہ اور کھانے لگے مال خدا کو بے انتہا مانند اون شترون کے جو موسم بہار مین سبزہ کو کھاتے ہین۔ یہان تک کہ ٹوٹ گیا رشتہ خلافت اور اوسکا عمل درآمد اوسکے قتل کا باعث ہوا۔ پھر جمع ہوا میرے گرد انبوہ کثیر اور آتے تھے میرے پاس پے درپے اور اسقدر انبوہ ہوا کہ

حسنین لوگون کے پاؤن کے نیچے دبگئے اور میرا پیراہن دونون جانب سے چاک ہوگیا اور ہر طرف سے واسطے بیعت کے لوگ مجھ پر گرنے لگے۔ پھر مین جب سب کے اصرار پر خلافت کے لئے مستعد اور حکمران بنا تب ایک گروہ نے پیمان شکنی کرکے شکست بیعت کی اور دوسرے گروہ نے نافرمانی کی اور منحرف ہوگئے حلم خدا سے گویا اونھون نے کلام الہی کو سنا ہی نہ تھا۔ کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ دار آخرت ہے کرینگے اونکے لئے جو نہین چاہتے ہین بلندی۔ زمین مین۔ اور نہین چاہتے فساد کرنا۔ اور انجام نیک متقی پرہیزگارون کا ہے۔ ہان خدا کی قسم تحقیق کہ سنا ہے اس آیت کو اور یاد بھی کیا ہے لیکن دنیا آنکھون مین پیاری نظر آئی اور اوسکی زینت نے اونکو فریفتہ کیا۔ قسم اوسکی جسنے دانہ کو شق کرکے درخت پیدا کیا اور جسنے انسان اور حیوان کے جسم مین جان ڈالی۔ اگر مسلمین کے رجوع ہونے اور مددگار میسر آنے سے مجھپر حجت قایم نہوتی تو منصب خلافت کو اوسکے حال پر چھوڑ دیتا کیونکہ پروردگار عالم افسوس ز اکیہ اصفیا کو تکلیف ساتھ اسکے نہین دیتا ہے کہ راضی ہون صبر نکرین جفا کارون کی سیری اور مظلومون کی گرسنگی پر۔ اور سکوت اور صبر کرتا مثل اول کے یعنے حکومت ظاہری کو اختیار نکرتا اگر ایک گروہ مسلمین کا میرا مددگار نہوجاتا اور جسطرح عہد خلیفہ اول مین صبر کرکے گوشہ نشین ہوا تھا اوسیطرح قتل خلیفہ سویم کے بعد بھی صبر و سکوت کرتا اور حکومت ظاہری کو اختیار نکرتا۔ یہان تک جناب امیر نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا تھا کہ ناگاہ ایک شخص آیا اور اوسنے ایک خط جناب امیر کو دیا آپ پڑھنے لگے اور خطبہ ناتمام رہگیا جب آپ خط پڑھ چکے تو ابن عباس نے کہا کہ آپنے اپنے بیان کو جہان سے ناتمام چھوڑا ہے ختم فرمائین۔ جناب امیر نے فرمایا کہ ہیہات یا ابن عباس تلک شقشقۃ ہدرت ثم قرت۔ یعنے وہ ایک شقشقہ تھا کہ ظاہر ہوا اور

پھر تھم گیا اب اوسکا اثر باقی نہ رہا۔
ابن خشاب بڑا ظریف اور خوش طبع تھا۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ ۶۰۳ھ ہجری مین ابو الخیر واسطی نے مجھ سے کہا کہ مین نے اس خطبہ کو ابی محمد عبد اللہ ابن احمد معروف بابن الخشاب کے سامنے پڑہا پس جب مین پہونچا اس مقام پر جہان ابن عباس نے درخوست کی تھی جناب امیر سے کہ جو باقی رہ گیا ہے اوسکو بھی ارشاد فرمایئے تو ابن الخشاب کہنے لگے کہ اوسوقت اگر مین ہوتا تو ابن عباس سے عرض کرتا کہ تمھارے ابن عم کے دلمین باقی کیا رہ گیا ہے جو بیان کرین جو کچھ دلمین تھا وہ سب کہہ چکے اب سوال کیا کرتے ہو۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ مین نے ابو الخیر سے کہا کہ اس خطبہ کو حضرت علی کی جانب منسوب کرتے ہین جواب دیا ابو الخیر نے کہ واللہ مین نے اس خطبہ کو اون کتابون مین دیکھا ہے جو سو برس پیشتر پیدایش شریف الرضی کے تصنیف ہوئی تھین اور اکثر فقرات اس خطبہ کے تصانیف ابی القاسم بلخی پیشواے اہل بغداد مین دیکھے گئے۔ اور ابی جعفر کی کتاب انصاف مین اس خطبہ کو مین نے دیکھا جو شریف رضی کے قبل فوت ہو چکا ہے۔ اب جناب مولانا صاحب اگر آپ انصاف فرمائین اور تعصب مذہبی کو کام مین نہ لائین اور اس خطبہ کے ہر فقرہ پر غور و خوض فرمائین تو آپکو بے بنیادی اپنی مذہب کی بخوبی معلوم ہو جاے اور یہ بھی ظاہر ہو جاے کہ آپکے اکابر صحابہ نے باب خلافت مین بڑی غلطی کی ہے اور مذہب اسلام مین بڑے بڑے شبہات پیدا کر دیے ہین اسی وجہ سے آپ بھی غلطی مین پڑے ہوے ہین اور آپکو کسیطرح سے راہ نجات نہین ملتی باوجودے کہ آپکے علماء نامدار قایل ہین اس بات کے کہ صحابہ کبار سے ضرور غلطیان ہوئی ہین باب خلافت مین مگر اون غلطیون کو آپکے علماء اپنے اعتقاد غلط سے چھپاتے ہین اور اپنے ہم مذہبون کو اونکی غلطیون کے چھپانے کے واسطے تاکید کرتے ہین چنانچہ عبارت شرح عقائد

نسخ مندرجہ ذیل سے واضح ہے۔ وما وقع من المخالفات والمحاربات لو
یکن من نزاع فلہ محافل تاویلات فسبحو والطعن فیھوان کان مستا
مخالف الادلۃ القطیعۃ فامرھا۔ خطاے صحابہ اگر باعث لعن وطعن ہو تو
لازم ہے کہ تاویل کرکے صحابہ کو لعن وطعن سے محفوظ رکھنا چاہیے۔ اگرچہ وہ تاویل
قرآن وحدیث کے خلاف ہو۔ جناب مولانا صاحب اسمین ذرا بھی شک وشبہ
نہین ہے کہ حضرت علی مرتضے علیہ السلام بحکم خدا ورسول خلیفہ بلا فصل ہین اگر
خلیفہ بلا فصل نہوتے تو کیون اجماع اور شورے صحابہ سے مخالفت کرتے اور
کیون اس فعل ناجائز صحابہ پر اونکی مذمت فرماتے اور کیون الفاظ کریہہ اونکے
نسبت زبان مبارک سے نکالتے اور کیون عدم حصول خلافت پر ملال کرتے
اسلیے کہ کوئی شخص بلا استحقاق کسی امر مین اصرار نہین کرتا جیسا کہ اس خطبہ شقشقیہ
سے ظاہر ہے اور یہ وہ خطبہ ہے جسکی تصدیق آپکے بڑے بڑے علماء نے کی ہے
اور اقرار کیا ہے کہ یہ خطبہ جناب امیر علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہے
اور یہ بھی آپکے علماء لکھتے ہین کہ اس خطبہ کو ہمنے اپنے اون کتابون مین لکھا و دیکھا ہے
جو سو برس پیشتر پیدایش شریف رضی سے تصنیف ہوئی ہین تو اب اسکے صحیح ہونے
مین کسکو کلام ہے اگر آپ اس خطبہ کو قبول نفرمائینگے تو آپکے علماء دروغگو اور
دروغ نویس قرار پائینگے اسلیے آپکو ضرور تسلیم کرنا چاہیے اگر یہ خطبہ نہج البلاغۃ مین
ہوتا اور آپکی اون کتابون مین مندرج نہوتا جو قبل پیدایش شریف رضی تصنیف
ہوچکی تھین تو البتہ آپکو گنجایش انکار ہوتی۔ اب مین بنا بر توضیح مزید چند کتابون کی
عبارت ذیل مین نقل کرتا ہون یہ کتابین آپکے یہان نہایت معتبر ہین پس واضح ہو
کہ علامہ عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری کتاب الامامت والسیاست مین لکھتے ہین
ابا بیت علی ابن ابی طالب بیعتہ ابی بکر ثوان علیا الی ابو بکر وھو یقول انا

عبد اللہ واخو رسول اللہ فقیل لہ بایع ابا بکر فقال انا احق بھذا الامر منکم لا ابایعکم وانتم اولی بالبیعۃ لی اخذتم ھذا الامر من الانصار واحتججتم علیھم بالقرابۃ من النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم وتاخذوہ منا اھل البیت غصبا الستم زعمتم للانصار انکم اولی بھذا الامر منھم لما کان محمد منکم واعطوکم المقادۃ وسلموا الیکم الامارۃ فانا احتج بمثل ما احتججتم علی الانصار نحن اولی برسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حیا ومیتا فانصفونا ان کنتم تومنون باللہ وتخافون اللہ والا فبوؤا بالظلم وانتم تعلمون قال لہ عمر انک لست متروکا حتی تبایع فقال لہ علی بن ابی طالب حلب حلبا لک شطرہ اشدد لہ الیوم یردہ علیک غدا ثم قال واللہ یا عمر لا اقبل قولک ولا ابایعہ فقال لہ ابو بکر فان لم تبایعنی فلا اکرھک - فقال ابو عبیدۃ بن الجراح لعلی یا ابن عم انک حدیث السن وھولاء مشیخۃ قومک لیس لک تجربتھم ومعرفتھم بالامور ولا اری ابا بکر الا اقوی علی ھذا الامر منک واشد احتمالا واستطلاعا فسلم ھذا الامر لابی بکر فانک ان تعش ویطل بک بقاء فانت بھذا الامر خلیق وحقیق فی فضلک ودینک وعملک وفھمک وسابقتک ونسبک وصھرک فقال علی یا معشر المھاجرین اللہ اللہ لا تخرجوا سلطان محمد فی العرب من دارہ وقعر بیتہ الی دورکم وقعور بیوتکم وتدفعون اھلہ عن مقامہ فی الناس وحقہ فواللہ یا معشر المھاجرین لنحن احق الناس بہ لانا اھل البیت - ونحن احق بھذا الامر منکم ما کان فینا القاری لکتاب اللہ الفقیہ فی دین اللہ العالم بسنت رسول اللہ المتضلع بامر الرعیۃ المدافع عنھم الامور السیئۃ القاسم بینھم بالسویۃ واللہ انہ لفینا فلا تتبعوا الھوی فتضلوا عن سبیل اللہ

وتزدادو من الحق بعد افقال قیس بن سعد لو کان ھذا الکلام سمعۃ الانصار منک یا علی قبل بیعتھا ابا بکر ما اختلف علیک اثنان قال وخرج علی یحمل فاطمۃ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم علے دابۃ لیلا علے مجالس الانصار یسارلھم النصرۃ فکانوا یقولون یا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قد مضت بیعتنا لھذا الرجل ولوان زوجک وابن عمک سبق الینا ابا بکر ما عدلنا بہ فیقول علے افکنت ادع رسول اللہ فی بیتہ لم ادفنہ واخرج انازع الناس سلطانہ فقالت فاطمۃ ما منع ابوالحسن الا ما کان ینبغی لہ فد ضعوا ما اللہ حسیبھم وطالبھم بہ۔ حاصل مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ جناب علی مرتضے علیہ السلام نے ابوبکر سے بیعت کرنیکا انکار کیا جس وقت وہ حضرت ابوبکر کے پاس آئے تو یہ فرمایا کہ انا عبداللہ واخو رسول اللہ پس اون سے کہا کہ ابوبکر سے بیعت کرو تو آپنے فرمایا کہ مین بہ نسبت تمھارے اس امر کا زیادہ تر مستحق ہون مین تمھاری بیعت نہین کرسکتا بلکہ میری بیعت تمکو کرنی چاہیئے تم لوگون نے قرابت رسول اللہ پر حجت پکڑ کر اس امر کو انصار سے لیا ہے اور ہم اہلبیت نبوت سے براہ غصب تمنے یہ حق چھینا ہے آیا تمکو یہ زعم نہین ہے کہ تم انصار سے واسطے اس امر خلافت کے اولے ہو اس وجہ سے کہ یہ جگھ محمد صلعم کی ہے اور انصار نے اسی قربت رسول اللہ کے لحاظ سے امارت چھوڑدی اور تمکو تسلیم کردی پس اب مین وہی حجت تمپر پکڑتا ہون جو تمنے انصار پر حجت پکڑی تھی مین زندگی اور موت مین اولے ہون ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے پس اگر تم لوگون کا ایمان خدا پر ہے اور خدا سے ڈرتے ہو تو ہمارا انصاف کرو ورنہ یہ بات ہے کہ تم دیدہ ودانستہ اور جان بوجھ کر ظلم کرتے ہو

اسپر عمر نے کہا کہ ہم تجھکو نہین چھوڑین گے جب تک کہ تو بیعت نکرے گا۔ اسپر علی
مرتضےٰ نے فرمایا کہ تو نے تو اپنا حصہ اسمین ٹھہرایا ہے آج تو ابوبکر کے لیے مضبوطی
کرتا ہے اور اوسکو خلافت پر قایم کرتا ہی وہ کل کو تجھ پر رد کریگا یعنے اپنے بعد تجھکو اپنا
جانشین کرے گا پھر فرمایا کہ خدا کی قسم اے عمر تیرا قول مین کبھی نہ مانون گا اور
ہرگز ابوبکر سے بیعت نکرون گا۔ اسپر ابوبکر نے کہا کہ اگر تم میری بیعت نہین کرتے
ہو تو مین تمکو مجبور نہین کرتا۔ اسپر ابو عبیدہ بن جراح بولا حضرت علی سے کہ اے
میرے چچا کے بیٹے تو ابھی کم عمر ہے اور یہ تیرے قوم کے بوڑھے ہین اون جیسا
تجربہ اور معرفت امور تم مین نہین ہے اور مین ابوبکر کو بہ نسبت تمھارے اس امر
مین بزیادہ اقوے اور اشد تحمل پاتا ہون پس تم بھی ابوبکر کے لیے یہ امر تسلیم کرلو پھر بعد
اوسکے تو اس امر خلافت کے لیئے نہایت درجہ مستحق ہے اور بوجہ اپنے فضل و
بزرگی اور اپنے دین و علم اور فہم اور سابقہ اور نسبت اور دامادی کے تو مستحق
تر ہے۔ پس فرمایا علی نے اے گروہ مہاجرین اللہ اللہ محمد صلعم کی سلطنت عرب
اونکے مکان اور گھر سے خارج کرکے اپنے گھرون مین مت لیجاؤ اور رسول خدا کے
اہل کو رسول اللہ کے مقام سے نہ نکالو اور اون کا حق دور مت کرو قسم ہے
خدا کی اے معشر مہاجرین البتہ مین سب آدمیون مین زیادہ تر مستحق ہون اسکا
کیونکہ مین اہلبیت نبی سے ہون اور تم لوگون کے بہ نسبت مین خلافت کا حقدار
تر ہون قسم ہے خدائے تعالے کی جو کوئی قاری کتاب اللہ اور فقیہ دین اللہ اور
اور عالم سنت رسول اللہ اور متضلع بامر رعیت اور مدافع امور سیئہ از ایشان اور
قاسم بینہم بالسویہ ہے وہ البتہ ہم مین سے ہے پس تم لوگ ہوا و ہوس کی پیروی
مت کرو پس تم لوگ راہ خدا سے گمراہ ہو گئے ہو اور حق سے بہت دور جا پڑے ہو
اسپر قیس بن سعد انصاری بولا کہ یا علی اگر یہ گفتگو آپکے انصار ابوبکر کی بیعت کرنیسے

پہلے سنتے تو ہرگز دو آدمی بھی تمہاری خلافت پر اختلاف نکرتے اور سب بیعت
کر لیتے۔ راوی کہتا ہے کہ رات کو حضرت علیؑ جناب فاطمہؑ کو سوار کر کے انصار کے
مکانات مین لیگئے اور اون سے نصرت اور امداد طلب کی مگر اون لوگون نے جواب
دیا کہ اے دختر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگون نے اوس شخص کی یعنے حضرت
ابوبکر رضؓ کی بیعت کر لی ہے اگر تمہارا شوہر اور ابن عم ابوبکر سے پیشتر ہمارے پاس
آتا تو ہم ہرگز اونکے فرمانے سے عدول نکرتے جب انصار نے یہ نامعقول جواب
دیا تو حضرت علی مرتضے نے فرمایا کہ کیا مین بھی رسول خدا صلعم کو بے تجہیز و تکفین
گھر مین پڑا رہنے دیتا اور لوگون سے خلافت کا نزاع کرنے کو نکل آتا انتہی۔ اور اسی
کتاب مین دوسرے موقعہ پر لکھا ہے کہ جب ابوبکر رضؓ کو خبر پہونچی کہ کچھ لوگ تیرے
خلافت کے بیعت سے خلاف ہو کر حضرت علی کے پاس موجود ہین تو عمر بن الخطاب کے
کو تفتیش کیا اور عمر بن الخطاب رضؓ نے سوختہ وغیرہ جمع کر کر واسطے نکالنے آدمیون
گھر جلانے کی دہمکی دی اور جناب فاطمہؓ نے بہت سا لعنت ملامت کیا کہ تم
لوگ جنازہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ گئے اور خود خلیفہ بن بیٹھے اور
ہمارے حقوق کا لحاظ نکیا تب عمر ابن الخطاب واپس آئے اور ابوبکر صدیقؓ سے
کہا کہ اس مختلف سے بھی بولا کر بیعت لی اور قنفذ غلام کو حضرت علی کے بلانیکو
بھیجا قنفذ نے دروازہ پہ جا کر آواز دی کہ آپکو خلیفہ رسول اللہ صلعم بلاتے ہین آپنے
جواب دیا کہ بہت جلدی رسول خدا صلعم پہ جھوٹ بولے۔ چنانچہ باین عبارت
لکھا ہے فذهب قنفذ الی علی فقال ما حاجتك قال يدعوك
خليفة رسول الله قال علي لسريع ما كذبتم على رسول الله فرجع
قنفذ فابلغ الرسالت۔ پھر بتحریک و اشارہ عمر بن الخطاب ابوبکر صدیق نے
قنفذ کو بھیجا کہ یہ کہہ کہ امیر المومنین ع بلاتے ہین اسپر آپنے جواب دیا کہ سبحان اللہ

اوس امر کا دعوے کرتا ہے جو اوس مین نہین ہی۔ فقال ابو بکر لقنفذ عد الیہ فقل امیر المومنین ید عوک لتبایع فجاءہ قنفذ فادی ما امر بہ فرفع علے صوتہ فقال سبحان اللہ لقد ادعی ما لیس لہ فرجع قنفذ فابلغ الرسالہ پھر لکھا کہ بہت سے آدمی عمر بن الخطاب لیکر حضرت علی ع کو پکڑنے گئے اور جب مکان حضرت پر پہونچے تو حضرت مرتضے ع اور اہلبیت کے رونے کی آواز بلند تھی اور یہ فریاد کرتے تھے۔ نادت یا علی صوتھا باکیۃ یا رسول اللہ ماذا لقینا بعد ابی من ابن الخطاب وابن ابی قحافۃ۔ پھر لکھا ہے یہ آواز مین دردناک اور جگر سوز سنکر اور لوگ تو روتے ہوے لوٹ گئے اور عمر بن الخطاب مع ایک گروہ کے باقی رہ گئے وہ بھی ویسے ہی سنگدل ہونگے۔ پھر حضرت کو قتل کی دہمکی دی گئی تو آپنے فرمایا کیا عبداللہ واخو رسول اللہ کو قتل کروگے۔ قال عمر اما عبد اللہ فنعم واما اخا رسول اللہ فلا و ابو بکر ساکت لا یتکلم۔ پھر یہ استغاثہ حضرت علی مرتضے ع کا درج کیا ہے۔ فلحق علے بقبر رسول اللہ صلعم یصیح دیبکی دینادے یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی۔ یعنے پھر لپٹ گئے علی مرتضے رسول اللہ کی قبر سے اور چیخ مارکر روئے اور فریاد کی کہ اے میرے ماجائے اس قوم نے میرے ضعیف کردینے اور قتل کردینے کا ارادہ کیا ہے اور مولانا جمال الدین محدث کتاب روضۃ الاحباب مین یون لکھتے ہین یہ کتاب اہلسنت کے نزدیک نہایت معتبر ہے **وھو ھذا**۔ جمعی از اہل تواریخ آوردہ اند کہ چون از مہم بیعت فارغ شدند ابو بکر صدیق از وجود مہاجرین و اعیان انصار مجمع ساختہ کس فرستاد و علی مرتضے را کرم اللہ وجہہ بآن مجلس طلبیدہ وے اجابت نمودہ دران مجلس حاضر شد و در محل لایق خود بہ نشست و از موجب طلب

خویش پرسید عمر فاروق گفت موجب آنست که میخواهم که چنانچه سائر اصحاب با ابوبکر بیعت کردند تو هم بیعت کنی علی گفت من همان سخن که شما بر انصار حجت ساخته این منصب را گرفتید بر شما حجت می گردانم راست گوئید که بحضرت رسالت پناه صلعم اقرب کیست عمر گفت ترا نگذاریم تا بیعت نکنی گفت اول این سخن مرا جواب بصواب بگوئید بعد از ان از من بیعت جوئید ابو عبیده گفت اے ابو الحسن تو بواسطه سبقت در اسلام و فضل و قرابت قریبه با سید انام علیه السلام سزاوار حکومت و خلافتی ولیکن چون صحابه بر ابوبکر اتفاق و اجماع نمودند مناسب آنست که تو نیز قدم در دائره وفاق داری علی گفت اے ابو عبیده تو امین این امتی بقول رسول مختار و مقتضاے امانت راستی است در گفتار و کردار و هیچی که حق سبحانه تعالے بخاندان نبوت کرامت فرموده در خاندان می باشد که بجاے دیگر نقل کنید مهبط قرآن و وحی و مورد امر و نهی و منبع فضل و علم و معدن عقل و علم ما ایم و بواسطه این امور خلافت را شائسته و امارت را سزاوار ایم بشیر ابن سعد انصاری گفت اے ابو الحسن اگر این داعیه که تو امروز ظاهر میکنی پیش ازین معلوم مردم می شد هر آئینه با تو مضایقه و منازعت نمی کردند با تو بیعت می نمودند لیکن چون تو بخانه خود نشستی در اختلاط با مردم بستی ایشان را این گمان شد که تو از خلافت کناره میکنی و دفع و ابای این امر را از خود چاره میکنی اکنون که جماعت مسلمانان کس دیگر را قبول کرده اند به پیشواے از پے در می آئی و خود را در طرز دیگر مینمائی علی مرتضے فرمود که اے بشیر تو را امید اری که من جسد اطهر و قالب انور سید عالم صلعم را غسل نا داده و تجهیز و تکفین نه نموده از دفن او فراغت حاصل نا کرده دم از خلافت و حکومت زدمی و با مردم در منازعت و مخاصمت شدمے ـ و ابوبکر صدیق چون دید که کلمات علی جمله محکم و استوار و هر یکے از انها مقابل صد کلمه بل هزار است از راه رفق و مدارا در آمده گفت اے ابو الحسن مرا گمان این بود که ترا با من و دین امر مضایقه

نباشد واگر سید انستم کہ بعد از بیعت بامن تخلف خواہی کرد ہرگز قبول نمی کردم اکنون کہ
بر بیعت من مردم اتفاق نمودند اگر تو نیز بایشان موافقت نمائی ظن مرا مطابق واقعہ ساختہ
باشی واگر حالا توقف کنی وخواہی کہ درین امر تامل نمائی ہیچ حرجے بر تو نیست پس علی
از مجلس برخاست ومتوجہ خانہ شد کما فی روضۃ الاحباب
اور ابن عبد البر استیعاب مین یون لکھتے ہین ترجمہ رفاع بن رافع مین ۔ ذکر ابن
شیبۃ عن المدائنی عن ابی صحیف عن جابر عن الشعبی قال لما خرج طلحۃ
والزبیر کتبت ام الفضل بنت الحارث بخروجہم فقال علی العجب لطلحۃ
والزبیر ان اللہ عز وجل لما قبض رسولہ قلنا نحن اہلہ واولیائہ
فلا ینازعنا سلطانہ احد فابی علینا قومنا فولوا غیرنا وایم اللہ لولا
مخافۃ الفرقۃ وان یعود الکفر ویبور الدین لغیرنا فصبرنا علی بعض الالم
لم نر بحمد اللہ الا خیرا ثم وثب الناس علی عثمان فقتلوہ ثم بایعونی ولم
استکرہ احدا وبایعنی طلحۃ والزبیر ولم یصبروا شہرا واحدا کاملا
حتی خرجا الی العراق ناکثین اللہم فخذہما بفتنتہما للمسلمین ۔
یعنے روایت ہے شعبی سے کہ کہا جسوقت خروج کیا طلحہ اور زبیر نے واسطے محاربہ
علی کے تو لکھا ام الفضل دختر حارث نے اور اطلاع کی ساتھ خروج اونکے کے
پس کہا علی نے تعجب ہے ساتھ طلحہ اور زبیر کے تحقیق کہ خدائے تعالے نے
وفات دی پیغمبر اپنے کو تو کہا ہمنے ہم ہین اہل اور وارث اوسکے پس نہ نزاع کرے گا
ہمسے سلطان اور حکومت اوسکے مین کوئی پس انکار کیا ہمپر قوم ہماری نے پس حاکم
اونکو والی کر دیا ہمارے غیر کو اور قسم ہے خدا کی اگر نہ ہوتا خوف مفارقت کا اور اس
امر کا کہ عود کرے کفر اور ہلاک اور فاسد ہو دین تو البتہ تغیر کر دیتے ہم پس صبر کیا ہے
بعض الم پر ۔ بعد اوسکے نہ دیکھا ہمنے بحمد اللہ مگر خیر کو ۔ بعد اوسکے کود پڑے آدمی عثمان

پر کہ خلیفہ کیا اوسکو پس قتل کیا اونھون نے اوسکو پھر بیعت کی مجھسے اور نہ جبر کیا تھا
مین نے کسی پر اور بیعت کی مجھسے طلحہ و زبیر نے اور نہ صبر کیا اونھون نے ایک
مھینے کامل یہان تک کہ نکلے وہ طرف عراق کے جسوقت کہ توڑنے والے تھے
وہ بیعت میری کو۔ اے خدا پس گرفتار کر تو اونکو بسبب قتل کرنے اونکے کے
مسلمانون کو انتھی۔ اور عقیلی کہ محدثین اہل سنت مین سے ہین ابوطفیل عامر بن
واثلہ سے روایت کرتے ہین۔ قال کنت علی الباب یوم الشوری فارتفعت
الاصوات بینھم فسمعت علیا یقول بایع الناس لابی بکر وانا واللہ
اولی بالامر منه واحق منه فسمعت واطعت مخافة ان یرجع الناس
کفارا یضرب بعضھم رقاب بعض بالسیف ثم بایع الناس عمر وانا واللہ
اولی بالامر منه واحق به منه فسمعت واطعت مخافة ان یرجع الناس
کفارا یضرب بعضھم رقاب بعض بالسیف ثم انتم تریدون ان تبایعوا
عثمان اذن اسمع واطیع ان عمر جعلنی فی خمسة انفار انا سادسھم
لا یعرف لی فضلا فی الصلاح ولا یعرفونه کلنا فیه شرع سواء وایم اللہ
لو اشاء ان اتکلم لا یستطیع عربیھم ولا عجمیھم ولا المعاند منھم
ولا المشرک رد خصلة منھا الصفات حاصل الحکایہ ہے کہ راوی کہتا ہے کہ
مین دروازہ پر تھا بروز شوریٰ کہ آوازین بلند ہوئین علی کو مین نے سنا کہ کہتے
تھے آدمیون نے ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور مین قسم ہے خدا کی بہتر اور
زیادہ لایق تھا اوس سے خلافت کے واسطے۔ مین نے سنا اور اطاعت کی
خوف پھر جانے آدمیون کے سے طرف کفر کے کہ مارے بعض اونکا گردن
بعض کی تلوار سے بعد اوسکے بیعت کی آدمیون نے عمر کے ہاتھ پر اور مین قسم ہے
خدا کی بہتر تھا خلافت کے واسطے اور زیادہ لائق تھا اوس عمر سے۔ اوسوقت بھی

سنا ہین نے اور اطاعت کی ہین نے اس خوف سے کہ آدمی طرف کفر کے پھر جاوین اور بعض اونکا گردن بعض کی مارے تلوار سے۔ بعد اوسکے تم ارادہ کرتے ہو کہ بیعت کرو تم عثمان کے ہاتھ پر اوسوقت بھی مین سنتا ہون اور اطاعت کرتا ہون تحقیق کہ عمر نے کردیا ہے مجکو پانچ نفرون مین کہ چھٹا اونکا مین ہون کہ نہین جانتا ہے کسی فضیلت کو میرے اور نہ وہ جانتے ہین گویا کہ مین فضیلت نہین رکھتا ہون اور سب کے برابر ہون اور قسم ہے خدا کی اگر مین چاہون کہ کلام کرون تو نہین طاقت ہے عربی کو اونکے اور نہ عجمی کو اونکی کہ رد کرے کسی خصلت کو اوس مین سے اور نسخ کرے میری فضیلت کو انتہی۔ اے یارو اگر اجماع صحابہ بر خلافت ثلثہ وغیرہم بحکم خدا و رسول خدا پسندیدہ خدا و رسول تھا اور بقول مولانا حکیم صادق حسین صاحب جناب امیر علیہ السلام نے اس اجماع اور شورے صحابہ کو پسندیدہ خدا مان لیا تھا تو پھر شکایت اونکی کیون فرماتے تھے وہ تو حق پر تھے ناحق پر اسقدر اصرار اور اپنے استحقاق خلافت پر اسقدر کیون تکرار تھی کیا حضرت علی مرتضے پر طمع اور حرص امارت غالب تھی ہرگز نہین جبکہ اونکی شان مین حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یون فرمائین علیؑ مع الحق وحق مع العلیؑ۔ تو پھر وہ جناب حق سے کیونکر علیحدہ ہوسکتے تھے اے یارو وہ جناب تو صاف صاف فرماتے رہے کہ بخوف اسکے کہ لوگ اسلام سے پھر کر پھر مشرک نہوجائین اور ایسا نہو کہ ایک دوسرے کو قتل کرین اور اسلام مین اختلاف پیدا ہو اسلیئے باب خلافت مین مین نے صبر کیا لفظ صبر ظلم وستم کے مقابلہ مین استعمال ہوتا ہے نہ رضا اور رغبت پر پس بیشک اگر حضرت علی مرتضےؑ کو انصار بہم پہونچتے اور خوف مرتد ہوجانے لوگون کا مانع نہوتا تو ضرور متخلفین خلافت حقہ پر حکم جہاد کا دیتے مگر کیا کیا جاتا آپکو درد

دین بہت تھا اور خلیفہ رسول کا یہی کام ہے کہ جفائین اوٹھائے اور صبر کرے
اور جہان تک ہو سکے اختلاف دین مین نہ پڑنے دے چنانچہ ایک مدت دراز تک
صبر و تحمل کو گوارا کیا جیسا کہ کتب معتبرہ اہلسنت سے ثابت کیا گیا۔ بعض متعصب
سُنّی جہلا کے بہکانے کو کہہ دیا کرتے ہین کہ علی اسد اللہ الغالب علی کل غالب
اور اشجع الناس تھے کیونکر حضرت ابوبکر و عمر و غیرہ سے دب گئے اور کیون ذو الفقار
حیدری کام مین نہ لائے اسکا وہی جواب ہے جو کہ علی مرتضے علیہ السلام نے
اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ اگر مین صبر نکرتا تو لوگ دین اسلام سے پھر جاتے
اور اسلام بالکل ہٹ جاتا لہذا مین نے صبر ہی پسند کیا۔ اسی طرح امام المشرقین
متصف حدیث الثقلین حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی چندے صبر اختیار
کیا مگر جب دیکھا کہ چراغ اسلام گل ہی ہوا جاتا ہے تو لابد ہوا آپکو اپنی جان قربان
کرنا اور دین اسلام کو قایم رکھنا اسلیئے کہ اگر وہ حضرت بعیت یزید کی قبول کر لیتے
یا مثل برادر حضرت امام حسن علیہ السلام کے اوس سے صلح کر لیتے تو دین اسلام
اپنے مرکز پر نہ رہتا اور مثل معاویہ وہ بھی خلیفہ برحق اور امام مطلق ہوجاتا کیونکہ
اوسکی بھی بعیت صحابہ و تابعین ہی نے برضا و رغبت کی تھی پس آپکے جان دینے
سے اسلام قایم رہا اور اوسکا ثمرہ آپکو دنیا مین یہ ملا کہ اون حضرت کی مصیبت
اور شہادت پر اجتک مسلمان باایمان روتے ہین اور جان و مال سے آپ پر
فدا ہین اور باوجودیکہ یزید خلیفہ و امام برحق مسلمانون کا حسب اجماع صحابہ ہو چکا
تھا اور اوسکی خلافت اور دوسرون کی خلافت مین ذرہ بھر تفاوت نتھا آجکے دن
اوسکو کوئی مسلمان بظاہر اچھا نہین کہتا۔ البتہ بعض علماء اہل سنت کا عقیدہ
یزید کے نسبت ایسا ہے کہ وہ خلیفہ اور امام برحق کل مسلمانون کا تھا اسلیئے کہ
اطاعت اور بعیت کی اوسکی اصحاب رسول صلعم نے چنانچہ کتب معتبرہ اوسکے سب سے

دو چار کتابوں کی عبارت تحت میں نقل کیے دیتا ہوں۔ ابو شکور سلمی بر حاشیہ شرح عقائد نسفی صفحہ ۲ یوں لکھتے ہیں۔ فاما یزید بن معاویة قال بعض الناس بان خلافة کانت باستخلاف معاویة وتبعه المسلمون من الصحابة وغیرهم فمن طریق القیاس ان طاعته کانت واجبة علی الحسین وجمیع المسلمین۔ ابو شکور سلمی کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام پر بیعت واطاعت یزید کی واجب تھی اسلیے کہ خلافت اوسکی صحیح تھی اور کل مسلمانوں پر اطاعت یزید کی واجب تھی کیونکہ تابعداری کی یزید کی اصحاب رسول نے اور قبول کیا خلافت یزید کو شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۴۱ وکان الامر کما قال النبی فالاثنی عشرهم الخلفاء الراشدون الاربعة ومعاویة وابنه یزید وعبد الملک بن مروان واولاده الاربعة ای یزید وسلیمان وهشام وولید وبینهم عمر بن عبد العزیز ملا علی قاری صاحب شرح فقہ اکبر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے جو فرمایا کہ میرے بعد بارہ ۱۲ خلیفہ ہونگے اون بارہ ۱۲ خلفا میں ایک ۱ تو ابوبکر ہیں دوسرے ۲ عمر تیسرے ۳ عثمان چوتھے ۴ علی پانچویں ۵ معاویہ چھٹے ۶ یزید پسر معاویہ ساتویں ۷ عبد الملک بن مروان آٹھویں ۸ یزید پسر مروان نویں ۹ سلیمان دسویں ۱۰ ہشام گیارھویں ۱۱ ولید بارھویں ۱۲ عمر بن عبد العزیز ہیں۔ اور حضرت امام حسن علیہ السلام کو ان لوگوں نے خلفاء میں شمار نہیں کیا پس اہل سنت کے نزدیک وہ حضرت خلیفہ وامام نہ تھے۔ ملل ونحل شہرستانی صفحہ ۸ ومن قال بالاتفاق والاختیار فقال بامامة معاویة واولاده وبعد هو بخلافة مروان واولاده۔ امام ابو الفتح عبد الکریم شہرستانی کہتے ہیں کہ جسنے بالاتفاق بحالت خود مختاری معاویہ کا اور یزید کا امام برحق ہونا اور اوسکے بعد مروان وعبد الملک ویزید

وسلیمان وہشام اولاد مروان کا خلیفہ برحق ہونا قبول کیا ہے۔ صواعق محرقہ ابن حجر مکی۔ ولا یجوز لعن یزید ولا تکفیرہ فانہ من جملۃ المومنین وامرہ الی مشیۃ اللہ تعالیٰ ابن حجر مکی کہتے ہیں کہ یزید پر لعن کرنا جائز نہیں نہ یزید کو کافر کہنا جائز ہے کیونکہ یزید مومنین میں تھا اور خدا کی مرضی یہی تھی کہ حسین بحکم یزید قتل ہوں آمین یزید کا کوئی قصور نہیں۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۷
قال بعضھو اطلق اللعن علیہ ای علے الیزید لما انہ کفر حین امر بقتل الحسین ولا یخفے ما نقلہ حیث انھو فی قائلہ ثو تحلیلہ یحتاج الی اثبات امرہ بقتل الحسین اولاً ثم ترتب کفرہ علیہ ثانیاً وکلاھما ممنوع فقد قال حجۃ الاسلام فی الاحیاء فانقیل ھی یجوز لعن یزید لکونہ قاتل الحسین اوامر بہ فضلا عن لعنہ ولانہ لا یجوز نسبۃ مسلم الی کبیرۃ من غیر تحقیق۔ ملا علی قاری کہتے ہیں کہ جرم قتل امام حسین علیہ السلام بہ نسبت یزید کے ثابت نہیں اور بغیر تحقیق کسی مسلم کو بسوے کبیرہ منسوب کرنا جائز نہیں اسلیئے یزید پر لعنت کرنا اور اوسکو ہتہم بہ کفر کرنا منع ہے اور حجت الاسلام امام غزالی نے بھی احیاء العلوم میں یہی لکھا ہے۔ عبارت صواعق محرقہ قال الغزالی وغیرہ ویحرم علی الواعظ وایہ مقتل الحسن والحسین وحکایاتہ وما جری بین الصحابۃ والتشاجر والتخاصم فانہ یھیج علی البغض الصحابۃ والطعن فیھو ابن حجر مکی بروایات امام غزالی وغیرہ علماء کبار اہلسنت کہتے ہیں کہ واعظ اہل سنت پر ذکر کرنا واقعات قتل امام حسن وامام حسین علیہم السلام کا اور جو کچھ کہ باہم صحابہ بغض وکینہ پیدا ہوا اوسکا تذکرہ حرام ہے کیونکہ ان بیانات سے سامعین کے دلوں میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے وہ جوش صحابہ کے ساتھ بہت شدید دلوں میں پیدا کرتا ہے اور صحابہ کے اعمال اور افعال پر لوگونکو طعنہ زنکا

موقع ملتا ہے شرح عقائد نسفی - وما وقع من المخالفات والمحاربات لو یکن من نزاع فلہ محافل تاویلات فسبھو والطعن فیھوان کان یخالف الادلۃ القطیعۃ فامر - خطاے صحابہ اگر باعث لعن وطعن ہو تو لازم ہے کہ تاویل کر کے صحابہ کو لعن وطعن سے محفوظ رکھنا چاہیئے اگرچہ وہ تاویل قرآن وحدیث کے خلاف ہو پس ان عبارتون کے ملاحظہ سے ناظرین کو واضح ہو گا کہ بعض گروہ اسلام مین ایسے بھی ہین جنکو دشمنان اہل بیت سے دلی محبت ہے اور وہ دشمنان اہل بیت ع کو اپنے عقائد مین خلیفہ وامام مفترض الطاعت باجماع اُمّت سمجھتے ہین اسلیئے اونکے عیوب جہان تک ممکن ہوتا ہے تاویلات بیجا سے چھپاتے ہین اور اپنے ہم مذہبو نکو تنبیہ کرتے ہین کہ ہمارے واعظون کو ہرگز نہ چاہیئے کہ وہ واقعات قتل امام حسین ع کو بیان کرین اون واقعات کا ذکر کرنا حرام ہے اسلیئے کہ ان بیانات سے سامعین کے دلون مین ایک جوش پیدا ہوتا ہے اور وہ جوش صحابہ کے ساتھ خصومت شدید دلون مین پیدا کرتا ہے اور صحابہ کے اعمال اور افعال پر لوگون کو طعنہ زنی کا موقع ملتا ہے - اور یہ بھی معلوم ہو گا کہ جسقدر خلفاء بعد وفات رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باجماع اُمّت خلیفہ مقرر ہوئے وہ سب خلیفہ باجماع اُمّت بنی منجانب خدا اور رسول ص خلیفہ نہ تھے اور وہ سب خاطی تھے اور اعمال وافعال اونکے قابل طعنہ زنی تھے اور وہ سب بانی مبانی قتل فرزند رسول الثقلین حضرت امام حسین ع تھے اسلیئے کہ اگر صحابہ بانی مبانی قتل عترت رسول صلعم نہ ہوتے تو اونکے معتقدین مسلمان کیون اونکے رفع طعن مین ایسی ایسی کوششین کرتے پس ایسے ہی مسلمانون کی وجہ سے دین اسلام مین اختلاف پیدا ہوا اور ان ہی عقائد سے لوگون کی توجہ قرآن اور احادیث صحیح کے جانب سے بالکل پھر گئے لوگون کا دین وایمان قول وفعل صحابہ پر قرار پاگیا اور حضرت علی مرتضے علیہ السلام کہ بحکم خدا اور رسول بمقام غدیر خم خلیفہ بلافصل مقرر ہو چکے

تھے وہ خلافت سے محروم کیے گئے چنانچہ وہ حضرت بالاعلان صحابہ متخلفین کے عدم تعمیل احکام الٰہی کی شکایت اور برملا اونکی مذمت اپنے اشعار مصنفہ مندرجہ ذیل مین فرماتے ہین اور یہ اشعار مصنفہ علی مرتضے علیہ السلام کے تاریخ ابو الفدا و سیرۃ المحمدیہ سے نقل کیے جاتے ہین یہ دونون کتابین اہلسنت کے معتبر عالمونکی تصنیف کی ہوئی ہین

و فی القرآن الزمهو ولائی
قرآن مین میری محبت لازمی بتلای گئی ہی
واوجب طاعتی فرضا بعزم
اور واجب کردی گئی ہی میری طاعت اور فرمانبرداری

کما هارون من موسی اخوه
جیساکہ ہارون موسے کے بھای تھے
کذلک انا اخوه وذاک اسمی
اسیطرح مین جناب محمد صلعم کا بھائی ہون

لذلک اقامنی لهم اماما
اور مقرر کیا مجکو انحضرت نے امام امت
واخبرهم به بغدیر خم
اور خبردی میری امامت کی بروز غدیر خم

دویل ثم ویل ثم ویل
افسوس ہی اور پھر افسوس ہی اور پھر افسوس ہے
لجاهد طاعتی ومرید هضمی
اونلوگونپر جو انحراف کرتے ہین میری طاعت سے اور ارادہ کرتے

وویل للذین هی یشقی سفاها
اور افسوس ہی اون لوگونپر جو اپنی بدبختی اور بدنصیبی سے
یرید عداونی من غیر جرمی
ارادہ کرتے ہین میری عداوت کا بلا قصور

سبقتکم الی الاسلام طرا
مقدم ہون مین اسلام مین سب سے
غلاما ما بلغت اوان حلمی
اوسوقت سے کہ مین بالغ ہوا تھا۔

واوجب لی ولایة علیکم
اور واجب کردی ولایت میری سب پر
رسول الله یوم غدیر خم
رسول اللہ نے بروز خم غدیر

واوصیا فی النبی علی اختیار
اور وصیت کی نبی نے میرے مختار بنانے کی
لامته رضا منکم بحکمی
اپنی امت کو بحکم و رضامندی اپنے

الا من شاء فلیومن بهذا
والا فلیمت کمد الغم

خبردار ہوجاؤ جو جاہے ایمان لائے پر وصی مختار ہونے پر		اور جو کوئی ایمان نہ لاویگا وہ ہلاک ہوگا سات دسیاہی کے

اب اس مقام پر حدیث غدیر جو در بارہ تقرر خلافت بلافصل حضرت علی مرتضے علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے نقل کی جاتی ہے مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۶ و ۵۵۷) میں امام احمد ابن حنبل و ترمذی سے یہ حدیث ذکر کی گئی ہے۔ وعن براء بن عازب و زید بن ارقم ان رسول اللہ لما نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولے بالمومنین من انفسھم قالو بلے الستم تعلمون انی اولے بکل مومن من نفسہ قالوا بلے اللھم من کنت مولاہ فعلے مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذالک فقال لہ ھنیأ لک یا بن ابیطالب اصبحت وامسیت مولای ومولا کل مومن و مومنۃ رواہ احمد۔ روایت ہے براء ابن عازب و زید بن ارقم سے کہ جب فروکش ہوئے رسول اللہ صلعم بمقام غدیر خم پکڑا ہاتھ علی ابن ابی طالب کا اور فرمایا کہ ایہا الناس کیا تم نہیں جانتے کہ میں اعلے اور افضل ہوں جملہ مومنین سے سبنے کہا کہ ہاں پھر فرمایا کیا میں تمھارے نفسوں سے افضل و بہتر نہیں ہوں سبنے اقرار کیا کہ ہاں۔ پھر فرمایا کہ الہی جسکا میں آقا ہوں اوسکا علی آقا ہے۔ اے خدا دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے علیؑ کو اے خدا دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو۔ بعد اسکے ملاقات کی حضرت عمرؓ نے علی علیہ السلام سے اور کہا کہ مبارک ہو تمکو اے علی کہ ہوگئے تم آقا میرے اور آقا کل مومنین و مومنات کے۔ اس حدیث متواتر و صحیح پر اہل خلاف بقول مشہور۔ منکران را بہانہ بسیار۔ گفتگو کرتے ہیں کہ لفظ مولے کے معنی اس حدیث میں حاکم و والی کے نہیں ہیں بلکہ یہاں مولے بمعنی محبوب و ناصر کے ہے لہذا میں اس قول کے رد میں ایک واقعہ ایسا پیش کرتا ہوں کہ منکران خلافت بلافصل حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کو

پھر مجال گفتگو باقی نہ رہے ۔ سورۃ المعارج ۔ سَائِلٌ بعذاب واقع ۔ سیرۃ محمدیہ
صفحہ ۳۵۶ ، ذکر الحلبیّ ھھنا حدیثا وھو انہ لما شاع ھذا الخبر بلغ
الحارث ابن النعمان الفھریّ فجاء عند النبیّ ثم قال یا محمدُ اِنّکَ
امرتنا وکذا الی اخر الحدیث ثم لم ترض لھذا حتی رفعت بضبعی
ابن عمّک ففضّلتَہٗ وقلت من کنت مولاہ فعلی مولاہ فھذا شیئٌ
من اللہ او منک فاحمرت عینا رسول اللہ وقال اللہ الذی لا الٰہ
الا ھو انہ من اللہ ولیس منی قالھا ثلاثا فقام الحارث وھو یقول اللّٰھم
ان کان ھذا ھو الحق من عندک فارسل علینا حجارۃ من السماء
فواللہ ما بلغ باب المسجد حتی رماہ اللہ بحجر من السماء فوقع علی
راسہ فخرج من دبرہ فمات فانزل اللہ تعالی سأل سَائِلٌ
بعذاب واقع الی اخرہ وکان ذالک الیوم الثامن عشر من ذی الحجۃ
مناقب سیدنا علی کرم اللہ وجہہ صفحہ ۲ ، ونقل الامام ابو اسحاق الثعلبیّ
رحمۃ اللہ فی تفسیرہ ان سفیان بن عیینۃ رحمۃ اللہ سئل عن قولہ
عز وجل سأل سائل بعذاب واقع فیمن نزلت فقال للسائل
لقد سألتنی عن مسئلۃ ما سألنی احد عنھا قبلک حدثنی
ابی عن جعفر بن محمد عن ابائہ علیھم السلام ان رسول اللہ لما
کان بغدیر خم نادی الناس فاجتمعوا فاخذ بید علی وقال من کنت
مولاہ فعلی مولاہ فشاع ذالک فطار فی البلاد وبلغ ذالک الحارث
ابن النعمان الفھریّ فاتی رسول اللہ علی ناقۃ لہ فاناخ راحلتہ
ونزل عنھا وقال یا محمدؐ امرتنا عن اللہ عز وجل ان نشھد ان لا الٰہ
الا اللہ وانک رسول اللہ فقبلناہ منک وامرتنا ان نصلی خمسًا

فقبلناه منك وامرتنا بالزكوة فقبلناه منك وامرتنا ان نصوم فقبلناه وامرتنا بالحج فقبلناه ثم لم ترض بهذا حتى رفعت بضبعي عمك تفضلته علينا فقلت من كنت مولاه فعلي مولاه فهذا شيئ منك ام من عند الله عزوجل فقال النبی صلعم والذی لا اله الا هو ان هذا من عند الله عزوجل فولی الحارث بن النعمان یرید راحلته وهو یقول اللهم ان کان ما یقول محمد حقا فامطر علینا حجارة من السماء او ائتنا بعذاب الیم فما وصل الی راحلته حتی رماه الله عزوجل بحجر سقط علی هامته فخرج من دبره فقتله فانزل الله عزوجل سأل سائل بعذاب واقع للکافرین لیس له دافع من الله ذی المعارج

مجمع البیان صفحہ ۲۴۳ و تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی جلد ہشتم صفحہ ۲۹۲ و تفسیر ملا ابو السعود جلد ہشتم صفحہ ۲۹۲ مین بھی یہ واقعہ اسیطرح درج ہی جیسا کہ مذکور ہوا

خلاصہ ترجمہ روایات مذکورہ

بتواتر روایات و باجماع مفسرین یہ آیہ حق مین حارث بن نعمان فہری کے مقام غدیر خم مین نازل ہوئی ۔ اصلیت نزول اس آیہ کی یہ ہے کہ حارث نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ آپنے واسطے نماز و حج و جہاد کے حکم دیا ہم لوگون نے سب قبول کیا اسپر بھی آپکا جی نہ بھرا اور آپنے اپنے بھائی علی ابن ابی طالب ع کو جانشین و ولی عہد مقرر کیا آیا یہ فعل آپنے بموجب وحی الہی کیا ہے یا اپنی طرف سے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بحکم خدا کیا ہے اسپر حارث نے کہا کہ اگر آپ راستگو ہین تو خدا اوس شخص پر سنگریزہ نازل کرے راوی کہتا ہے کہ قسم بخدا حارث تا باب مسجد نہ پہونچا تھا کہ بوجہ انکار ولایت غدیر خم کے سنگریزہ عذاب آسمان سے اوسکے دماغ پر گرا اور براہ مبرز نکل گیا اور حارث

ہلاک ہوگیا بعدہ یہ آیت نازل ہوی کہ ایک سائل نے سوال کیا نبی سے عذاب نازل ہونے کا۔ یہ حارث فہری اصحاب رسول اللہ سے تھا اس بیچارہ نے سبب اوامر رسول اللہ صلعم قبول کیئے مگر بانکار خلافت بلا فصل حضرت علی مرتضےٰ ع کے بُری حالت سے ہلاک ہوا۔ ان واقعات سے ظاہر ہے کہ بعضے صحابہ رسول اللہ کو حضرت علی مرتضیٰ ع سے دلی عداوت تھی اور قلبی حسد و بغض تھا اونکو آپکا خلیفہ ہونا کسی نوع پسند نہ تھا یہانتک کہ اونکو اپنی موت گوارا تھی مگر خلافت حضرت علی ع مرتضےٰ علیہ السلام پسند نہ تھی اسلیئے اونھون نے بعد وفات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ بموجودگی حضرت علی مرتضےٰ ع دوسرون کو اپنے شورائے و اجماع سے خلیفہ مقرر کیا اور حضرت علی ع مرتضےٰ ع کو خلافت سے برطرف کرکے اور معاویہ کو اپنا پیشوا بنا کے اوسکی پیروی اور محبت مین اوس جناب کو شہید کروا ڈالا یہانتک کہ عترت رسول صلعم سے کیکو نہ چھوڑا فرزند رسول اللہ ص کو تین دنکا بھوکا پیاسا میدان کربلا مین نہایت بیرحمی سے ذبح کر ڈالا کوی بچہ یا برادر اون حضرت کا بغیر شہید کئے نچھوڑا رسول اللہ ص کی بیٹیون اور بہوون کو حضرت علی علیہ السلام کی عداوت سے شہر بشہر اور کوچہ و بازار مین بے مقنعہ و چادر اسیر کرکے پھرایا دربار یزید مین اونکو کشان کشان لیگئے۔ جمیع اہل سنت کا قول ہے کہ خطبہ غدیر خم نص خلافت بلا فصل حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام نہین ہے مین کہتا ہون کہ اگر نص خلافت بلا فصل حضرت علی مرتضےٰ ع نہ تھا تو حارث بن نعمان فہری صحابی نے کیون حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا سوال کیا کہ یا رسول اللہ ص آپنے واسطے نماز و حج و جہاد کے حکم دیا ہم لوگون نے سب قبول کیا اسپر بھی آپکا جی نہ بھرا اور آپنے اپنے بھائی علی ابن ابی طالب ع کو جانشین و ولیعہد مقرر کیا آیا یہ فعل آپنے بموجب وحی الٰہی کیا ہے یا اپنی طرف سے اور جناب سالتمآب صلعم نے

بجواب اوسکے سوال کے یہی فرمایا کہ ہان بحکم خدا ہمنے یہ فعل کیا ہے اور وہ صحابی
اس سوال نامعقول سے کہ اوسکے عدم ایمان پر دلالت کرتا ہے گرفتار بعذاب
الٰہی ہو کر نہایت بُری موت سے مرا پس یہ خطبہ غدیر نص خلافت بلا فصل نہ تھا
تو کیا تھا اس واقعہ صحیح کا ماننا نہ ماننا اختیاری امر ہے مگر مواخذہ اسکا بروز قیامت
ضرور ہوگا صحابی کا واقعہ جو دنیا مین دکھلایا گیا وہ واسطے عبرت کے تھا تا کہ منکر خلافت
بلا فصل حضرت علی مرتضےٰ ع متنبہ اور آگاہ ہو جائین کہ منکر خلافت علی مرتضےٰ ع کی
دنیا مین تو یہ ہے اور عقبےٰ مین جو ہوگی وہ مستزاد ہے۔ افسوس جس رسول کی
شان مین خداوند کریم یہ فرمائے۔ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ
یعنے نہین کلام کرتا نبی ہمارا مگر ساتھ وحی کے۔ اوسکے قول و فعل پر اصحاب اوسکے
شک و شبہ کرین اور پھر بانی ایمان و عقیدہ پیشوائے امت بنین اور دوسرونکو
بنائین اور معتقدین اونکے قول و فعل رسول اللہ صلعم کی کچھ اصل نہ سمجھین اور
قول و فعل صحابہ کو اپنا دین و ایمان جانین۔ جناب مولانا صادق حسین صاحب
اب بھی آپکو حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کے خلیفہ بلا فصل ہونے مین کچھ شک
ہو تو لو دوسرا واقعہ اور بھی سنو **سورۂ شعرا**۔ وانذر عشیرتک الاقربین
تفسیر معالم التنزیل فراء بغوی۔ عن عبد اللہ ابن عباس عن علی ابن ابیطالب
قال لما نزلت ھذہ الایۃ علی رسول اللہ وانذر عشیرتک الاقربین
دعانی رسول اللہ فقال یا علی ان اللہ یامرنی ان انذر عشیرتے
الاقربین فضقت بذالک ذرعا و عرفت انی متی اناد یھم بھذا
الامر اری منھم ما اکرہ فصمت علیھا حتی جاءنی جبرئیل فقال
یا محمد الا تفعل ما تومر یعذبک ربک فاصنع لنا صاعا من طعام
واجعل علیہ رجل شاۃ واملاء لنا عسا من لبن ثم اجمع لی بنے

عبد المطلب حتی ابلغهم ما امرت به ففعلت ما امرنی به ثم دعوتهم له وهم یومئذ اربعون رجلا یزید رجلا او ینقصونه فیهم اعمامه ابو طالب وحمزة والعباس وابو لهب فلما اجتمعوا الیه دعانی بالطعام الذی صنعته فجئت به فلما وضعته تناول رسول الله جدیة من اللحم فشقها باسنانه ثم القاها فی نواحی الصفحة ثم قال خذوا باسم الله فاکل القوم حتی ما لهم بشیء حاجة وایم الله ان کان الرجل الواحد منهم لیاکل مثل ما قدمت لجمیعهم ثم قال اسق القوم فجئتهم بذلك العس فشربوا حتی رووا جمیعا وایم الله ان کان الرجل الواحد منهم یشرب مثله فلما اراد رسول الله ان یکلمهم بدأه ابو لهب فقال سحرکم صاحبکم فتفرق القوم قبل ان کلمهم فعد لنا من الطعام مثل ما صنعت ثم اجمعهم ففعلت ثم جمعتهم فدعا بالطعام فقربته ففعل کما فعل بالامس فاکلوا وشربوا ثم تکلم رسول الله فقال یا بنی عبد المطلب انی قد جئتکم بخیر الدنیا والاخرة وقد امرنی الله تعالی ان ادعوکم الیه فایکم یوازرنی علی امری هذا ویکون اخی ووصیی وخلیفتی فیکم فاحجم القوم عنها جمیعا فقلت وانا احدثکم سنا یا نبی الله انا وزیرك علیه قال فاخذ برقبتی فقال ان هذا اخی ووصیی وخلیفتی فیکم فاسمعوا واطیعوا فقام القوم یضحکون ویقولون لابی طالب قد امرك ان تسمع لعلی۔ شرح ابن الحدید جلد دوم صفحہ ۱۳۳ و تاریخ اسمٰعیل ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۱۶ و سیرۃ المحمدیہ صفحہ ۱۸ و مجمع البیان صفحہ ۱۸۲ مین بھی مثل تفسیر معالم التنزیل کے آیہ مذکور کی تفسیر بروایت معتبر تحریر ہوی ہے اور امام احمد بن حنبل نے بھی کتاب مسند مین مثل تفسیر معالم التنزیل کے نقل کی ہے (ترجمہ آیت) فرمایا خدانے کہ اے محمد اب علانیہ دعوت اسلام کرو اور اپنے

قرابت مندان کو تبلیغ رسالت کرو باتفاق مفسرین وارباب مورخین کے ثابت ہے کہ رسول خدا صلعم نے تمامی اولاد عبد المطلب کو حضرت ابوطالب کے گھر مین جمع کیا جنکی تعداد چالیس یا پینتالیس نفر تھے۔ ان مین زن و مرد دونون شریک تھے اور ان سب کے واسطے کھانا پکایا گیا اور کہا کہ بسم اللہ کہو پس سبھون نے کھایا اور سیر و آسودہ ہوے۔ اوسوقت فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ نے مجھے خلق پر مبعوث کیا اور تم لوگون پر مخصوص کیا۔ اور تلاوت کی آیہ فانذر عشیرتک الاقربین کو اور فرمایا آنحضرت نے کہ مین دعوت کرتا ہون کہ تم لوگ اقرار کرو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ص کا اور فرمایا کہ تم مین کون ہے جو ایجاب کرے اس امر مین اور اعانت کرے میری قیام نبوت اور رسالت مین کسی نے جواب ندیا لیکن حضرت علی علیہ السلام فوراً کھڑے ہو گئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ مین قبول کرتا ہون آپکی اعانت۔ اور اقرار کرتا ہون کلمہ طیبہ کا۔ فرمایا نبی نے کہ بیٹھ جاؤ تم میرے بھائی و وزیر و وصی و وارث و خلیفہ میرے ہو بعد میرے اس پہ ساری قوم نے ہجوم کیا حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی کہ یارسول اللہ ص مین کم سن ہون قوم کے بزرگون کے سامنے مین آپکی وزارت کرونگا پس رسول اللہ ص نے گردن علیؑ کی پکڑا اور قوم کو دکھا کر کہا کہ یہ علی میرا بھائی و وصی و خلیفہ میرا ہے اسکا حکم مانو اور اطاعت اسکی کرو۔ پس قوم مضحکہ کرتی تھی اور بطور طعن کے لوگ کہتے تھے کہ اے ابوطالب لو تمھارے بھتیجے نے کہا ہے کہ تم اپنے پسر کی فرمان برداری کرو۔ اس حدیث مین دعوت نبوت و دعوت امامت و خلافت توام ہوئی۔

اب فرمایئے جناب مولانا صادق حسین صاحب آپ غلطی پر ہین یا ہم جسکو رسول خدا بحکم خدا بروز دعوت اسلام بمقابلہ جمیع اعمام و خاندان قریش کے خلیفہ و وزیر و وصی اپنا مقرر فرمائین اور جسکی متابعت و اطاعت کا حکم رسول خدا اپنی قوم

قریش کو فرماوین اور جو شروع دعوت اسلام مین اقرار کلمہ طیبہ کرکے معین اور مددگار رسالت ونبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم داوہو آپنے وعدہ واقرار کو جہاد وغیرہ سے نہایت جانفشانی کے ساتھ پورا کرے اور اسلام کو عروج پر پہونچائے اور مشرکان قریش کے غرور کا سر نیچا کرے اور اونکے مضحکہ کی مزاج کو جو بروقت دعوت اسلام اونھون نے کیا تھا اونکو دے اور وہ لوگ آخر کو اوسکی عرق ریزی اور سر فروشی سے داخل اسلام ہوں عرب اور عجم تک جنکے ذریعہ سے دین اسلام پھیل جائے اوسکو صحابہ رسول بعد وفات رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خلافت سے برطرف کرین اور دوسرون کو بجائے اوس خلیفہ برحق کے خلیفہ یکے بعد دیگرے لیے اجماع اور شورے سے مقرر کرین سو یہ اجماع اور شورے اونکا مخالف حکم خدا ورسول کسطرح اہل ایمان وصاحبان ایقان کے نزدیک پسندیدہ خدا قرار پاسکتا ہی افسوس خلافت تو ایک طرف وہ خلیفہ برحق من اللہ ومن الرسول صحابہ کے نزدیک قابل تبرا ولعن ہو جیسا کہ کتب معتبرہ اہل سنت سے واضح ہے۔

تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۲۰ کان خلفاء بنی امیہ یسبون علیاً من سنۃ احدی واربعین وہی السنۃ التی خلع الحسن فیہا نفسہ من الخلافۃ الی اول سنۃ تسع وتسعین اخر ایام سلیمان ابن عبد الملک فلما ولی عمر ابطل ذالک وکتب الی نوابہ بابطالہ ولما خطب یوم الجمعۃ ابدل السب فی اخر الخطبۃ۔ ابتداء خلع خلافت امام حسن علیہ السلام از سنہ ۴۱ ہجری تا سنہ ۹۹ ہجری خلفاء بنی امیہ ہر جمعہ کے خطبہ کے آخر مین ممبرون پر بیٹھ کر حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کیا کرتے تھے سنہ ۹۹ ہجری مین عمر ابن عبد العزیز نے اسکو موقوف کیا۔ اہل لغت نے لفظ سب کے معنی دشنام دادن لکھا ہے اور مسلمانون کے عام محاورہ مین سب وشتم کے معنی لعنت کرنا ہے۔ تاریخ خمیس

جلد دوم صفحہ ۱۳۱) مین بھی لشرح صدر تذکرہ ہے - پھر تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۹۶
وكان معاوية وعماله يدعون لعثمان فی الخطبة يوم الجمعة ليسبون عليًا
ولما كان المغيرة متولى الكوفة كان يفعل ذالك طاعة لمعاوية فكان
الاقوم حجر وجماعة معه فيردون عليه سبه لعلى فلما ولى زياد دعى
لعثمان وسب عليًا - معاویہ اور اوسکے عامل جمعہ کے خطبہ مین دعا کرتے تھے
حضرت عثمان رضہ کے واسطے اور لعنت کرتے تھے حضرت علی علیہ السلام پر
اور مغیرہ حاکم کوفہ بھی اطاعت معاویہ کے سبب واسطے خوشنودی معاویہ کے
جمعہ کے خطبہ مین دعا کرتا تھا واسطے حضرت عثمان کے معہ ایک جماعت کثیر کے
اور لعنت کرتا تھا حضرت علی علیہ السلام پر اور جب حاکم ہوا زیاد تو اوسنے بھی
وہی طریقہ اختیار کیا جو مغیرہ نے اختیار کیا تھا - یہ تواریخ جنکا حوالہ اوپر دیا گیا
اور جنکی عبارتین اوپر نقل کی گئین عربی مین ہین اسلیئے اردو کی کتاب سیرۃ النعمان صفحہ ۲۶
کی عبارت تحت مین نقل کیجاتی ہے تاکہ خاص و عام کو آگاہی ہو اس کتاب کے
مصنف جناب مولانا شبلی صاحب پروفیسر عربی کالج علی گڈہ کے ہین جنکو شمس العلما
کا خطاب گورنمنٹ سے ملا ہے سُنی حنفی المذہب ہین اور فی زمانہ ہندوستان مین
بڑے مورخ مستند مشہور ہین وہ لکھتے ہین کہ سنہ ۹۹ ہجری مین عمر ابن عبد العزیز
خلیفہ ہوے اونکی خلافت نے دفعتہً حکومت مروانی کا رنگ بدل دیا اور تمام
ملک مین عدل و انصاف علم و عمل خیر و برکت کی جان تازہ ڈالدی - ایک مدت سے
حضرت علی پر خطبون مین جو لعن پڑہا جاتا تھا ایک لخت موقوف کر دیا - اور
علوم مذہبی کے چرچے گھر گھر پھیل گئے فقط دوسری صدی کے ابتدا مین لوگو نکو
مذہبی علوم کے مباحثہ کا موقع ملا اور سنہ ۴۱ ہجری سے سنہ ۹۹ ہجری تک ناصبی اور
معتزلہ اور خارجی بالاتفاق ہر جمعہ کے خطبہ مین دشمنی علی کا اظہار بذریعہ لعن کرتے

رہے اس دوسری صدی کے ابتدا مین بھی اونھین مسلمانون کو علوم مذہبی کے
ذکر واذکار کا موقع ملا جو ناصبی یا معتزلہ یا خارجی تھے اور خلفاء ثلثہ کے معتقد
صادق رہے۔ شیعون کو اس زمانہ مین بھی علوم مذہبی کے ذکر کی آزادی حاصل
نہین ہوئی۔ فرقہ نواصب خوارج ومعتزلہ کو جو ۹۹ سنہ ہجری مین مذہبی آزادی حاصل
ہوئی تو کچھ لوگ تو بدستور مذہب معتزلہ کے مطیع رہے اور اپنے عقائد علانیہ
ظاہر کرنے لگے اور کچھ لوگون نے ابوالحسن اشعری کی پیروی اختیار کی اور اپنا مذہب
اشعری مشہور کیا اور کچھ لوگون نے ابوالمنصور ماتریدی کی پیروی اختیار کی اور
باہم مباحثات شروع ہو گئے۔ دوسرے صدی مین باہم شیخ ابوالحسن اشعری اور
ابوعلی جبائی معتزلہ کے مباحثہ ہوا جسکا ذکر ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۹
مین تحریر کیا ہے۔ قال الشیخ ابو الحسن الاشعری لاستادہ ابی علی الجبائی
ما تقول فی ثلثۃ اخوۃ مات احدہم مطیعا والاخر عاصیا والثالث
صغیرا فقال الاول یثاب بالجنۃ والثانی یعاقب بالنار والثالث
لا یعاقب ولا یثاب قال الاشعری فان قال الثالث یارب لو امتنی
صغیرا وما ابقیتنی الی ان اکبر فاومن بک واطیعک فادخل الجنۃ
فقال یقول الرب انی کنت اعلم منک انک لو کبرت لعصیت قد حکمت
النار فکان الاصلح لک ان تموت صغیرا فقال الاشعری فان قال
الثانی یارب لما تمتنی صغیرا لئلا اعصی فلا ادخل النار ماذا قال
الرب فبہت الجبائی وترک الاشعری مذہبہ واشتغل ہو ومن تبعہ
بابطال رای المعتزلۃ واثبات ما ورد بہ السنۃ ومضی علیہ الجماعۃ
فسموا اہل السنۃ والجماعۃ۔ شیخ ابوالحسن اشعری نے اپنے اوستاد ابوعلی جبائی
معتزلہ سے تین سوال کیے کہ تین بھنین تھین ایک اون مین مطیع اور دوسرا عاصی

اندمیرے کم سن بچہ تھی - پس پہلے داخل جنۃ ہو دوسری داخل نار ہوا اور تیسرے نہ داخل
نار ہو نہ داخل جنت ہو - اگر تیسرے خدا سے یہ اعتراض کرے کہ کیون مجھے صغیر سنی مین
موت دی اگر حیات ملتی تب مین ایمان لاتی اور اطاعت کرتی اور داخل جنت ہوتی -
ابو علی جبائی نے جواب دیا کہ خدا فرماتا ہے کہ ہم بہتر عالم ہین اگر بڑا سن زیادہ ہوتا
تو معصیت کرتی اور اوسوقت ہم داخل نار کرتے پھر اشعری نے سوال کیا کہ دوسری
اگر سوال کرے کہ مجھے کیون نہ موت دی کہ مین گناہ نکرتی - پس جبائی غصہ مین بھر گیا او
از خود رفتہ ہوگیا لہذا لوگون نے مذہب معتزلی کو ترک کیا اور مذہب اشعری کا نام
سنت والجماعت رکھا گیا - حضرت امیر معاویہ کے بیعت کرنے والے اور اونکو خلیفہ
بنانے والے وہی لوگ تھے جنہون نے اپنے اجماع اور شورے سے حضرت ابوبکر
وعمر وعثمان کو خلیفہ بنایا تھا اور وہی لوگ بحکم حضرت معاویہ حضرت علی مرتضیٰ برادر خیر الورای
علیہم الصلواۃ والسلام پر ہر جمعہ کے خطبہ مین ممبرون پر لعن کرتے تھے پس جناب
مولانا صادق حسین صاحب یہ فعل بھی اونکا مثل فعل اجماع بر خلافت ثلثہ وغیرہما
آپکے عقیدہ کے بموجب ضرور پسندیدہ خدا ہوگا مگر آپنے حدیث مشکوۃ ملاحظہ
نہین فرمائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین - مشکوۃ صفحہ ۵۵۷
وعن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ من سب علیًّا فقد سبّنی رواہ
احمد والحاکو وقد اخرجہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی محدث الشام
عن ابن عباس واخرجہ الحافظ التمری عن عمر بن الاسلمی واخرجہ الطبرانی
وابن عساکر عن ابی عبیدۃ محمد بن عمار واخرجہ الخطیب عن عمار بن
یاسرؓ - فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص لعنت کرے
علی پر اوسنے لعنت کی مجھ پر - اب جناب مولانا فرمایئے ایسے لوگون کا قول وفعل
کب پسندیدہ خدا ہوسکتا ہے - ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۳۶ عن علیؑ فقال

لقد عہد الی النبی الامی انہ لا یحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق
فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یا علی دوست تمہارا مومن ہے
اور دشمن تمہارا منافق ہے اس حدیث سے حضرت معاویہ اور اتباع اونکے منافق
قرار پاتے ہین جو رکن اسلام ہین اور جنکا قول وفعل آپکے عقیدہ مین پسندیدہ خدا ہے
اسلیئے کہ وے سب کہلم کہلا دشمن حضرت علی مرتضے ع تھے اون حضرت پر برابر
لعن کرتے تھے۔ تاریخ الخلفا صفحہ ۱۷۱) واخرج ابو یعلی والبراز عن سعد بن
ابی وقاص قال قال رسول اللہ من اذی علیا فقد اذانی واخرج الطبرانی
بسند صحیح عن ام سلمۃ عن رسول اللہ من احب علیا فقد احبنی
فقد احب اللہ ومن ابغض علیا فقد ابغضنی فقد ابغض اللہ فرمایا جناب
رسول خدا صلعم نے کہ جسنے ایذا دی علی کو اوسنے ایذا دی مجھے اور جس نے
محبت کی علی سے اوسنے محبت کی مجھ سے اور محبت کی خدا سے اور جس نے دشمنی کی علی سے
اوسنے دشمنی کی مجھسے اور دشمنی کی خدا سے۔ قولہ تعالے۔ ان الذین آمنوا
وعملوا الصلحت اولئک ہم خیر البریۃ۔ اخرج الحافظ جمال الدین
الزرندی عن ابن عباس ان ہذہ الایۃ لما نزلت قال صلعم لعلی ہو
انت وشیعتک راضین مرضین ویاتی عدوک غضابا مقمحین فقال
من عدوی قال من تبرا منک ولعنک۔ حافظ جمال الدین آیہ مذکورہ کی
تفسیر مین ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ جسوقت نازل ہوئی یہ آیت
فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یا علی اس آیہ سے مراد تم
اور تمہارے شیعہ ہین بروز قیامت شیعہ تمہارے مسرور آوینگے اور دشمن تمہارے
غصہ ور درد ناکی مین آوینگے۔ اور دشمن تمہارے وہ ہین جو تمسے تبرا کرتے ہین
اور تمپر لعنت کرتے ہین۔ اس حدیث سے واضح ہوا کہ جن لوگون نے بعد وفات

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیعت حضرت علی مرتضےٰ ؑ سے کراہیت کی اور اونکو خلیفہ برحق بلا فصل نہ مانا یا اونحضرت پر جن لوگون نے لعنت کی وہ قیامت کے دن ملول اور محزون مبعوث ہونگے اور جنھون نے آپسے تولا کیا اور آپکو خلیفہ بلا فصل مانا وہ قیامت کے دن اپنے اپنے قبرون سے خوش اور بشاش اوٹھینگے۔

قال المولوی صادق حسین قادیانی۔ مولانا اگر آپ انصاف فرمائین تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ تحریر شیعہ اور سُنی کے مقدمہ مین ایک قطعی فیصلہ دیچکی ہے تحریر محولہ بالا سے ذیل کے نتائج اخذ ہو سکتے ہین الخ۔ اقول اس تحریر سے جو آپنے اپنی قیاس سے نتائج اپنے مطلب کے اخذ کیئے ہین وہ سب آپکی غلط فہمی سے غلط ہین حضرت علی مرتضے علیہ السلام نے کبھی اجماع وشورے صحابہ کو جو بر خلافت خلفاء اجماعی وشوری ہوا پسندیدہ خدا انہین سمجھا اگر اجماع صحابہ کو وہ حضرت پسندیدہ خدا سمجھتے تو کیون بیعت حضرت ابو بکر رض سے انکار کرتے اور کیون دعوے خلافت بلا فصل مین حجتین پیش کرتے اور یون فرماتے کہ مین منجانب خدا اور رسول خدا خلیفہ برحق ہون تم لوگون کو میری اطاعت کرنا لازم ہے اور تم لوگ اس امر مین خطا پر ہو اور حق سے کنارہ کرتے ہو اور مین صبر کرتا ہون اس امر مین اور رنج والم سہتا ہون اس خوف سے کہ ایسا نہو کہ پھر کفر عود کرے اور ایک دوسرے کی گردن مارے اور جماعت اسلام مین اختلاف پیدا ہو جیسا کہ آپکی کتب معتبرہ اور بعض خطبات حضرت علی مرتضے ع سے واضح ہے اور جسکو مین نے نہایت شرح اور بسط سے اوپر لکھکر آپکے دعاوی باطلہ کو غلط ثابت کر دکھایا ہے اگر جناب مولانا صاحب آپ انصاف فرمائین اور تعصب مذہبی کو کام مین نہ لائین تو آپ اپنی غلطی اور اپنے بانیان مذہب کی غلطیون کو مان جائین اور ضرور آپ حق کی طرف رجوع ہو جائین اور آئمہ اہلبیت نے جو جو رنج والم کہ منجانب متخلفین خلافت حقہ اوٹھائے وہ سب رنج والم بوجہہ درد دین گوارا کیئے

باوجودیکہ ہر طرح کی قدرت رکھتے تھے اور تبع الناس بھی تھے مگر بخوف متفرق ہو جانے مسلمانون کے صبر ہی اختیار کیا اور برابر معین اور مددگار اسلام رہے اور ترقی اسلام کے لیئے برابر نیک صلاح مسلمانون کو دیتے رہے اور اون سے ملے جلے رہے مگر بھی باوجود اسکے منافقین امت جنکو بانی مذہب اسلام اور دین اسلام سے نفرت اور بغض و کینہ تھا اور بمجبوری اونھون نے بظاہر دین اسلام قبول کر لیا تھا وہ پیرایہ اسلام مین مخرب دین اسلام ہوئے اور اونھون نے بعد وفات رسول خدا دین مین شبہات اور اختلافات ڈال ہی دیئے اور بوجہہ اختلاف امت و عدم موجودگی انصاران حضرت علیہم السلام کا کچھ بس نہ چل سکا اور سب مسلمان اون منافقین امت کے دام مکر و فریب مین پھنس ہی گئے دفعتہ رنگ اسلام بگڑ گیا اور مسلمانون کا ایمان جو احکام قرآن اور حدیث پر تھا وہ نرہا اور بجائے قرآن و احادیث کے قول و فعل صحابہ پسندیدہ خدا قرار پا گیا اگرچہ وہ قول و فعل اونکا خلاف قرآن و احادیث صحیحہ کے ہو اور جب یہ نوبت دین اسلام کی پہونچی اور چراغ اسلام گل ہی ہونیوالا ہوا تو جناب امام حسین سید کونین علیہ السلام نے نہایت دلیری و جوان مردی کے ساتھ واسطے قایم رکھنے دین اسلام کے کمر ہمت باندھی اور واسطے شفاعت ہم گنہگارون کے اپنی شہادت قبول کر لی اور خوشی بخوشی اپنی جان دین اسلام پر قربان کر دی یہان تک کہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچے بھی راہ خدا مین شہید کرا دیئے تب دین اسلام قیامت تک قایم رہا اگر وہ حضرت علیہ السلام مثل پدر و برادر خیر البشر و حضرت حسن مجتبی سبط اکبر خیر الورا ایسے موقع پر طرح دیتے اور مثل اون حضرات کے صبر اختیار کرتے یا صلح و خاموشی کرتے اور غلل انداز بیعت یزید خلیفہ بحکم شورائے و اجماعی صحابہ کے نہ ہوتے تو آجکے دن یہ مسلمان با ایمان جان اسلام عزادار امام عاشقان اہلبیت علیہم السلام نظر نہ آتے دنیا فسق و فجور سے پر ہو جاتی

مسجدون سے آواز اللہ اکبر اور محمد رسول اللہ صلعم کی کسی کے کان تک نہ آتی یہ اپہی کا کام تھا اور آپ ہی کی ذات ہدایت آیات پر اللہ تعالے نے موقوف رکھا تھا جو آپکی ذات بابرکات سے کر دکھایا مگر افسوس بعض مسلمان دشمن دین محسن کش ناانصاف معتقدین خلفاء شورے و اجماعی ہنوز اپنی کارروائیون ناجایز سے باز نہیں آئے ہین اور یزید بن معاویہ کو بذریعہ اجماع صحابہ کے خلیفہ برحق بنانا چاہتے ہین اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی بغاوت جہلا کے دلون مین جمانا چاہتے ہین اسلیئے پیرایہ اسلام مین امام اُمت بنکر اپنی اپنی کتابون مین لکھتے ہین کہ سید الشہدا امام الاتقیا حضرت امام حسین علیہ السلام کو اطاعت کرنا یزید کا واجب تھا اسلیے کہ اوسکی خلافت پر اجماع اُمت ہوا اور صحابہ و تابعین نے اوسکی بیعت بخوشی و رغبت کی جیسے کہ اون لوگون نے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رض کی بیعت کی تھی پس وہ بھی مثل حضرت ابوبکر و عمر و عثمان خلیفہ برحق ہے اوسپر لعن طعن کرنا مسلمانون کو نہ چاہیئے اور نہ ہمارے واعظون کو مناسب ہے کہ وہ ذکر مقتل حسین زبان پر لائین کیونکہ ایسے اذکار سے بغض و کینہ مسلمانون کے دلون مین صحابہ کی طرف سے پیدا ہوتا ہے جیساکہ اونکی تحریرات اور کتب سے اوپر ظاہر کیا گیا ہے۔

جناب مولانا صاحب اگر اجماع صحابہ پسندیدہ خدا ہوتا تو حضرت امام حسین علیہ السلام مثل عبداللہ بن عمر و دیگر صحابہ کے ضرور بیعت یزید قبول کر لیتے کیون مع بال بچون کے شہید ہوجاتے اسلیئے کہ بموجب اجماع صحابہ اوسکی اطاعت اور بیعت سب مسلمانون پر فرض ہوچکی تھی۔ پس آپکے جان دیدینے اور بیعت کرنے سے صحابہ کے اجماع کی حقیقت اہل ایمان کے نزدیک بدنما ہوگئی کہ درحقیقت یہ اجماع از شورے اونکا جو کہ برخلافت خلفاء شورے و اجماعی ہوا محض بہ بدبختی و دنیا طلبی تہا نہ بموجب حکم خدا اور رسول

قال المولوی صادق حسین قادیانی۔ پھر سی نہج البلاغۃ مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا

یہ مقولہ درج ہے۔ لا تکفوا عن مقالۃ بحق او مشورۃ بعدل فانی لست بفوق ان اخطی ولا امن من ذلک فی فعلی۔ حق بات اور درست مشورہ سے تم باز نہ رہو کیونکہ مین خطا سے برتر نہین ہون اور نہ مین اپنے فعل مین خطا سے مامون ہون الخ۔ اقول حق بات اور درست مشورہ سے اشارہ آپکا طرف احکام الٰہی وارشادات نبوی کے ہے آپنے اپنی خوش فہمی سے اس کلام مولہ سے شوریٰ واجماع صحابہ مراد لیا معاذ اللہ ہرگز نہین۔ اور آپکا یہ قول کہ مین اپنے فعل مین خطا سے مامون نہین ہون اس سے مراد آپکی یہ ہے کہ مین اون افعال مین جسکا اشارہ وکنایہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ مین نہین ہے البتہ خطا سے مامون نہین ہون اور ایسے افعال مین مین تم سبکے برابر ہون مگر جس امر کی ہمکو اطلاع من جانب اللہ ورسول ہو چکی ہے اوسمین سرمو ہم سے خطا نہین ہوتی یعنے جمیع امور شریعت مین غرض کہ انبیاء واوصیاء اونکے ہر امور شریعت مین معصوم ہین اون سے امور شریعت مین کبھی خطا نہین ہوتی باقی اور امور دنیوی مین اگر انبیا اور اونکے اوصیاء سے خطا ہو جائے تو وہ خطا منافی عصمت اونکی نہین ہے اور نہ وہ اوس مین گنہ گار ہین یا ایسے امر مین جسکا علم اونکو منجانب اللہ نہ ہوا ہو کوئی خطا ہو جائے جیسا کہ قصہ حضرت موسے وخضر علیہما السلام کا ہے کہ حضرت خضر ع نے بحالت روانگی سفر دریا ایک تختہ کشتی کا توڑ ڈالا جسمین سے بہت سی بندگان خدا سوار تھے اور اس فعل کو بظاہر حضرت موسے علیہ السلام نہایت قبیح ومذموم سمجھے اور خفا ہو کر حضرت خضر علیہ السلام کو اس حرکت سے گنہ گار قرار دیا حالانکہ وہ فعل اونکا ازروے مصلحت بحکم خدا نیک تھا اور اوس مصلحت سے حضرت موسے علیہ السلام بالکل بے علم تھے اور جب خداوند تعالے نے اونکو اوس مصلحت سے کہ جس مصلحت سے حضرت خضر علیہ السلام نے تختہ کشتی توڑ ڈالا تھا

آگاہ کیا تو حضرت موسےٰ علیہ السلام نے درگاہ خداوندی مین توبہ کی کہ بار الہا مجھ سے خطا ہوئی کہ مین نے حضرت خضر کو گنہگار قرار دیا بسبب بے علم ہونے اوسکی مصلحت سے پس یہ خطا حضرت موسےٰ علیہ السلام کی بوجہ بے علمی تھی لہذا کچھ موخذہ ہو
اب اس موقع پر دو مضمون سرسید احمد صاحب مدرستہ العلوم علیگڈہ کے کتاب تبئین الکلام فی تفسیرۃ التوراۃ والانجیل علے ملۃ الاسلام حصہ اول و دوم سے نقل کیے دیتا ہون جو موید اس مقدمہ کے ہین یہ سرسید صاحب علامہ زمانہ گذرے ہین انکے خیالات عالیہ اور تصنیفات کمالیہ کا شہرہ ہندوستان مین جا بجا ہی بڑے بڑے علمائے اہل سُنت نے اونکے مضمون اپنے اپنے کتب مصنفہ مین درج کیے ہین جیسے جناب مولانا حالی صاحب وغیرہ اور اونکا یہ عقیدہ ہے کہ مثل سرسید صاحب کے اس زمانہ اخیر مین دوسرا کوئی نہین ہوا ہے **وھو ھذا** - فہرست دوسرا مقدمہ - وحی اور کلام الٰہی کیا ہے صفحہ ۱۴) اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ ہم مسلمانون کے مذہب مین صاحب وحی یا صاحب الہام کا وہی کلام وحی سمجھا جاتا ہے جو اوسنے دین کے مقدمہ مین کہا ہو یا ایسی بات کہی ہو جسکا بغیر وحی یا الہام کے کہنا عقلاً بعید ہو یا خود اوسنے ظاہر کیا ہو کہ مین یہ بات وحی یا الہام سے کہتا ہون یا قرینہ حالیہ اور مقالیہ سے معلوم ہو کہ وہ وحی یا الہام سے کہا گیا ہی اور اسکے سوای جو اوسکا اور کلام ہی اور جو دن رات انسان کے برتاؤ مین آتا ہے اور دنیاوی امور سے علاقہ رکھتا ہے اوسکو وحی سے کچھ علاقہ نہین ہی اسکی دلیل یہ ہے کہ مشکوۃ مین رافع ابن خدیج سے روایت ہے - فی المشکوۃ فی باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ - عن رافع ابن خدیج قال قدم نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم المدینۃ وھو یابرون النخل فقال ما تصنعون قالوا کنا نصنعہ قال لعلکم لو لم تفعلوا کان خیرا فترکوہ فنقصت قال فذکروا ذلک

له فقال انما انا بشر اذا امرتکو بشیئ من امر دینکو فخذوه واذا امرتکو بشیئ من رای فانما انا بشر ۔ یعنے رافع ابن خدیج سے روایت ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے مدینہ مین تشریف لائے تو مدینہ والے کھجوری کے درخت مین نر کھجور کا مادہ ڈالتے تھے حضرت نے فرمایا کہ تم کیا کرتے ہو اونہون نے کہا کہ ہم یون ہی کیا کرتے ہین حضرت نے فرمایا کہ شاید تم نہ کرو تو بہتر ہو پھر اونہون نے نکیا تب کھجورین کم پھلین اسکا ذکر اون لوگون نے کیا پھر آپنے فرمایا کہ مین انسان ہی ہون جسوقت تمکو کسی چیز کا تمہارے دین کی باتون مین حکم کرون اسکو اختیار کرو اور جب تمکو اپنے عقل سے کسی بات کا حکم کرون تو مین بھی انسان ہی ہون اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر کسی صاحب وحی یا صاحب الہام کے اوس قدر قول یا تحریر مین جو بطور عام انسانون کے ہو بالفرض اگر کوئی غلطی یا سہو نکل آوے تو کسی طرح اوسکے صاحب وحی یا صاحب الہام اور پاک اور مقدس ہونے مین شبہہ نہین ہوسکتا ۔ اور اسی کتاب مین بصفحہ ۱۶۱ دوسرا مضمون یہ ہے ۔ فہرست حقیقت مین آدم نے شرعی گناہ نہین کیا اور انبیاء کے معصوم ہونیکا بیان مگر اس گفتگو پر بلکہ مسلمانون کے مذہب کے ایک بڑے اصول پر خود اونہین کے مذہب سے ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ادم علیہ السلام بموجب قول صحیح کے روز پیدائش سے نبی تھے اور مسلمانون کے مذہب بموجب تمام انبیاء معصوم اور گناہون سے پاک ہین اور خود قرآن مجید مین آیا ہے کہ آدم نے گناہ کیا پھر کیونکر یہ گفتگو کہ یہ فعل جو آدم سے ہوا گناہ نہ تھا اور یہ اصول مذہب کہ انبیاء گناہ سے پاک ہوتے ہین صحیح ہوسکتا ہے اس شبہ کے رفع کرنے کو ضرور ہے کہ نسبت عصمت انبیاء کے کچھ گفتگو کیجاے اگرچہ ہمارے مذہب کے عالمون نے اسمین بہت کچھ گفتگو کی ہے اور نہایت مختلف رائین

بیان کی ہین مگر مجکو اوس جھمیلے مین پڑنا اور ہر ایک کی دلیل کو لانا اور رد و قدح کرنا ضرور نہین ہے بلکہ جو میرے نزدیک تحقیق اور قول فیصل ہے اوسی کا بیان کر دینا کافی ہی جاننا چاہیے کہ غلام کو اپنے آقا کا حکم نہ بجالانا یا پورا نکرنا یا جیسے خدمت کہ اوس آقا کی چاہیے ویسی خدمت ادا کرنے مین قاصر رہنا در حقیقت گناہ مین شمار ہوتا ہے لیکن اگر یہ سب باتین اسیطرح کی گناہ شمار ہون جیسے کہ ایک شرعی گناہ تو خدا کے انصاف سے بعید ہے کہ اوسکام کے کرنے کی تکلیف دے جو طاقت سے زیادہ ہی کیونکہ بیشک طاقت سے باہر ہے کہ جیسی خدمت کے بجالانے کے لایق خدا کی ذات ہے ویسے ہی اوسکی خدمت ادا ہو سکے اسلیئے ضرور ہے کہ مطلق گناہ دو قسم کا گناجاوی ایک گناہ شرعی دوسرا گناہ عرفانی۔ گناہ شرعی سے ہم یہ مراد لیتے ہین کہ خدا نے شریعت کے روسے کسی کام کے کرنے کو منع کیا ہو اوس حکم کے برخلاف جو کوئی شخص کوئی کام کرے وہ شریعت کے بموجب گنہ گار ہوگا اور گناہ عرفانی سے ہم یہ مراد لیتے ہین کہ جس شخص کو جسقدر خدا کی ذات سے زیادہ تقرب ہوتا جاتا ہے اور جسقدر معرفت الہی بڑھتی جاتی ہے اور جو خدمت و آداب اوس عرفان کے سبب لازم آتی ہین اوس مین کسی قسم کا قصور ہونے سے گناہ لازم آتا ہے پس گناہ عرفانی ہر ایک شخص کے حال اور اوسکے درجہ تقرب سے جو خدا کے ساتھ ہے تفاوت درجے علاقہ رکھتا ہے بہت سی باتین ایسی ہین جو گناہ شرعی نہین مگر گناہ عرفانی ہین اور بہت سی باتین ایسی ہین جو ہم تم کرین تو گناہ نہین مگر جنکو عرفان الہی حاصل ہے اگر وہ کرین تو گناہ ہے کیا تم اس دنیا مین نہین دیکھتے کہ بہت سے کام ایسے ہین کہ جو عام آدمی کرین عیب مین نہین گنے جاتے برخلاف اوسکے وہی کام اگر کوئی اعلے شخص کرے تو عیب مین داخل ہوتا ہے اس پچھلے قسم کے گناہ سے کوئی خالی نہین یہانتک کہ انبیا بھی اس قسم کے گناہ گار ہین اسی بات کیطرف حضرت

مسیح علیہ السلام نے اشارہ کیا جب ایک شخص نے آکر اون سے پوچھا کہ اے نیک مرشد
مین کون سی نیکی کرون تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤن اونسے اوس سے کہا تو مجھے کیون نیک
کہتا ہے کہ نیک نہین مگر ایک یعنے خدا) دیکھو باب ۱۹ متی صفحہ ۱۶ و ۱۷ غرضکہ
کوئی شخص ایسا نہین ہے جو ایسی بندگی اور ایسی خدمت جو خدا کے لائق ہی بجا لا سکے
اور اسی واسطے سب آدمی خدا کے سامنے گنہگار ہین انہین باتون کے سبب بنیاد
اپنے تئین گنہگار جانتے تھے اور اسی قسم کے گناہون کی معافی خدا سے چاہتے تھے
نہ یہ کہ وہ کسی شرعی گناہ کے گناہگار تھے الخ

قال المولوی صادق حسین - اصحاب یمہ کی ایک جماعت کا بھی یہی عقیدہ تھا
چنانچہ ملا مجلسی حق الیقین مین صفحہ ۶۹۶ مین لکھتے ہین - از احادیث ظاہر میشود
کہ جمعی از راویان کہ در اعصار ائمہ علیہم السلام بودہ اند از شیعیان اعتقاد بہ عصمت
ایشان نداشتہ اند بلکہ ایشان را علماء نیکوکار میدانستہ اند الخ -

اقول - اگر اون کا عقیدہ بہ نسبت عصمت ائمہ اہل بیت علیہم السلام ایسا تھا تو وہ
غلطی پر تھے جیسے کہ آپ لوگ غلطی پر ہین اور چونکہ ہم متمسک بہ ثقلین ہین جو روایت
کہ موافق قرآن و احادیث صحیحہ متواترہ پاوینگے اوسکو تسلیم کرینگے ورنہ کالائے بد بریش
خاوند او سکو ترک کرینگے اسلیئے جبکہ قرآن مجید مین آیہ تطہیر نسبت عصمت اہلبیت
موجود ہے تو پھر اون حضرات کی عصمت مین کس اہل ایمان کو شک ہوگا اگر ائمہ
اہل بیت بموجب عقائد آپکے معصوم نہ ہوتے تو انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اونکے نسبت ایسا نفرماتے انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی
اہل بیتی ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض
یعنے چھوڑے جاتا ہون مین درمیان تمہارے دو چیزین بزرگ ایک قرآن دوسرے
اہل بیت اپنے پس تم ان دونون کا تمسک کرو ہرگز گمراہ نہو گے تم بعد میرے تا وقتیکہ

حوض کوثر۔ معصوم ہے توتھی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو
سپرد اونکے کیا اور یہ فرمایا کہ اگر تم پیروی اونکی کروگے تو ہرگز گمراہ نہوگے تم بعد میرے
خاطی اور گنہ گار ہرگز ہادی امت نہیں ہوسکتا۔ او خویشتن گم است کرا رہبری کند
دوسری حدیث سفینہ جو موید حدیث ثقلین ہے وہ یہ ہے۔ مثل اھل بیتی
فیکو کمثل سفینۃ نوح من رکب فیھا نجیٰ ومن تخلف عنھا غرق۔
یعنے مثال میری اہل بیت کے درمیان تمھارے ایسی ہے جیسے کشتی نوح کی جو
اوس میں سوار ہوا اوسنے نجات پائی اور جسنے اوس سے تخلف کیا وہ غرق ہوا۔
اور فرمایا۔ علیؑ مع القرآن وقرآن مع العلی یعنے علی ساتھ قرآن کے ہے اور قرآن
ساتھ علی کے ہے۔ پس آپکی پیروی میں تعمیل احکام الٰہی ہے جو راس الرئیس
اہلبیت ع رسول اللہ ص ہیں۔

قال المولوی صادق حسین۔ پھر مجالس المومنین میں لکھا ہے۔ در کتاب مختار
از سعید منقول ست کہ گفت روزی در خدمت امام جعفر علیہ السلام بودم کہ دو کس
در مجلس اذن دخول طلبیدند وآنحضرت ایشانرا اذن کرد چون بنشستند یکے از ایشان
از اہل مجلس پرسید کہ آیا در شما امام مفترض الطاعت ہست آن حضرت فرمودند
کہ چنین کسے در میان خود نمی شناسم الخ۔

اقول۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل اور ہمراہی اوسکا مخالفین سے
ہو اور حاکم کی طرف سے جاسوس مقرر ہوں اسلیئے جناب امام جعفر صادق ع نے
بنا بر رفع شر حاکم وقت کے ایسا فرمایا ہو آپکے جد امجد حضرت رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم بھی واسطے دفع شر اشرار اکثر ایسا ہی فرمادیا کرتے تھے چنانچہ حدیث
مشکوۃ شریف سے واضح ہے۔ ان رجلا استاذن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال ائذنوا لہ فبئس اخو العشیرۃ فلما جلس تطلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وجهه وانبسط اليه فلما انطلق الرجل قالت عائشة يا رسول الله قلت له كذا وكذا ثم انطلقت فی وجهه وانبسط اليه فقال يا رسول الله صلی الله عليه وسلم متی عاہدتنی فحاشا ان شر الناس عند الله منزلة يوم القيمة من تركه الناس اتقاء شره وفی رواية اتقاء فحشه - حاصل کہ ایک مرد نے اذن چاہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جانیکا حضرت نے فرمایا کہ اذن دیدو اوسکو کہ برا ہے یہ آدمی اپنی قوم مین اور جسوقت جاکر بیٹھا وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تو بشاشت ظاہر کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے روبرو اور خاطر داری سے پیش آئے اور جسوقت چلا گیا وہ شخص تو عائشہ نے کہا کہ یا رسولخدا ص آپنے پہلے تو اوسکو ایسا فرمایا تھا کہ وہ برا ہے اور جسوقت وہ آپکے پاس آیا تو اوسکے روبرو آپنے بشاشت ظاہر کی اور خوش ہوکر اوس سے ملاقات کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کب دیکھا ہی تو نے مجکو فحش کہتے واللہ بتحقیق کہ بدتر آدمیون کا خدا کے نزدیک قیامت کے روز وہ شخص ہے کہ ترک کرین اوسکو آدمی اوسکے شر سے بچنے کے واسطے اور ایک روایت مین ہے کہ اوسکے فحش سے بچنے کے واسطے اور یہ روایت متفق علیہ بخاری اور مسلم کے ہے -

قال المولوی صادق حسین - اب ایک امر اور تحقیق طلب باقی رہ گیا وہ مشہور خطاب (یعنے رافضی) آپکو سنیون نے دے رکھا ہے یا یہ خطاب آپکو من جانب اللہ عطا ہوا ہے اسکے نسبت ہم کچھ کہنا نہین چاہتے کافی کی کتاب الروضہ سے ایک حدیث پیش کیے دیتے ہین - سلمان نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے شکایت کی کہ مخالفین نے ہمارا نام بہت سخت رکھا ہے فقال له ابو عبد الله عليه السلام الرافضة قال نعم وقال لا والله ما

سنو کو بل اللہ سما کو ۔ تو فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے (رافضی) تو مین نے کہا کہ ہان ۔ امام نے فرمایا کہ واللہ یہ نام تمھارا مخالفون نے نہین رکھا بلکہ اللہ نے تمھارا یہ نام رکھا ہے ۔

اقول ۔ جناب مولانا صاحب آپ اصل حقیقت اس خطاب مشہور سے واقف نہین ہین لہذا مین آپکو آگاہ کرتا ہون پس واضح ہو کہ بعد وفات حضرت رسول خدا صلعم جب تفریق مذاہب ہوئی تو پہلے دو گروہ قایم ہوئے ایک محب اہلبیت دوسرا دشمن اہلبیت پس جو محب اہلبیت تھے وہ دشمن اہلبیت کو بہ لفظ خارجی و ناصبی کہتے تھے اور جو دشمن اہلبیت تھے وہ محب اہلبیت کو رافضی کہتے تھے اسلیئے کہ وہ لوگ خلفاء بنی مروان و بنی عباس و بنی اُمیہ بلکہ خلفاء ثلاثہ کے خلافت کے بالکل منکر تھے اور اونکی خلافت کو برحق نہین جانتے تھے بلکہ اوپر لعنت کرتے تھے اور چونکہ ناصبی اور خارجی معتقد خلفاء ممدوحین کے تھے اور وہ اون خلفاء کو اپنے عقیدہ میں خلیفہ برحق جانتے تھے چنانچہ بعض اہلسنت کے عقائد اون کی کتب سے اوپر نقل کر دیئے گئے ہین پس وہی لوگ اہل سنت محبان اہلبیت کو رافضی کہتے ہین بوجہہ ترک کرنے اپنے پیشوایان کے اور تمسک کرنے اونکے ساتھ اہلبیت کے اور رفض کے معنی لغت مین ترک کرنے کے ہین اور چون کہ خلفاء متذکرہ بالا باجماع اُمت خلیفہ ہو چکے تھے اور ناصبیون اور خارجیون کے بموجب مذہب اور عقائد کے وہ سب واجب الاطاعت تھے اور شیعہ اونکے اطاعت سے منکر ہوے پس وہ ناصبیون کے عقائد کے بموجب رافضی قرار پائے چنانچہ صاحب غیاث اللغات لفظ رافضی کی تصریح یون کرتے ہین ۔

رافضی منسوب برافضہ و رافضہ گروہے از لشکرے کہ سردار خود را بگذارند و فرقہ از شیعہ کہ بہ زید بن علی بن حسین بیعت کردند بعد ازان گفتند کہ از شیخین تبرا کن

تا با تو ہمراہی کنیم زید انکار نمود و گفت کہ چگونہ تبرا کنم از ایشان کہ وزیر و معاون جد من بودند پس ایشان او را رفض کردند یعنے گذاشتند تا آنکہ حجاج او را شہید کرد انتہی منتخب پس جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے جو بجواب سائل یہ ارشاد فرمایا کہ سنیون نے تمہارا نام رافضی نہین رکھا ہے بلکہ یہ نام تمہارا خدا نے رکھا ہے یعنے خدا نے تمکو محب اہلبیت ع کیا ہے اور تم منکر خلافت خلفاء اجماعی ہو پھر تم اونکے عقائد کے بموجب کیون رافضی نہ کہے جاؤ تمکو رنج کرنا چاہیے یا فخر وہ تمکو ناصبی تو نہین کہتے جو موجب ملال ہو۔ چنانچہ تصدیق میری اس قول کی قول امام شافعی سے ہوتی ہے کہ ناصبی محبان اہلبیت کو رافضی کہتے تھے تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی جلد ہفتم صفحہ ٤٠٦ مندرجہ ذیل سے ثابت ہے ولا شك ان فاطمة و عَلِيًّا وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنُ كَانَ تَعَلُّقُ بينهم وبين رسول الله اشد التعلقات وهذا كالمعلوم بالنقل المتواتر فوجب ان يكونوا هم الاول وروى صاحب الكشاف انه لما نزلت هذه الآية قيل يا رسول الله من قرابتك هولاء الَّذِينَ وجبت علينا مودتهم فقال عَلِيٌّ وفاطمة وابناهما فثبت ان هولاء الاربعة اقارب النبي واذا ثبت هذا وجب ان يكونوا مخصوصين بمزيد التعظيم ويدل عليه وجوه الاول قوله تعالى الا المودة في القربى ووجه الاستدلال به مما سبق الثاني لا شك ان النبي كان يحب فاطمة عليها السلام قال صلعم فاطمة بضعة مِني يوذيني ما يوذيها وثبت بالنقل المتواتر ان محمد انه كان يحب عليا والحسن والحسين واذا ثبت ذلك وجب على كل الامة مثله بقوله واتبعوه لعلكم تهتدون وبقوله تعالى فليحذر الَّذِين يخالفون عن امره ولقوله تعالى قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ولقوله سبحانه لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة الثالث

ان الدعاء للآل منصب عظیم ولذالک جعل ھذا الدعاء خاتمۃ التشہد فی الصلوٰۃ وھو قولہ اللّٰھم صل علی محمد وآل محمد وارحم محمدا وھذا التعظیم لا یوجد فی حق غیر الآل فکل ذالک یدل علی ان حب آل محمد واجب قال الشافعی انہ کان رفضا حب آل محمد فلیشہد الثقلان انی رافضی - ترجمہ - اسمین شک نہین کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفاطمہ وعلی وحسن وحسین کا باہمی تعلق بہت ہی وابستہ اور متصل تعلق تھا اور چونکہ یہ بات احادیث سے بتواتر ثابت ہے اس سے واجب آتا ہے کہ یہی لوگ آل ہین - صاحب کشاف نے روایت کی ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اصحاب نے عرض کی خدمت رسول خدا مین کہ آپکے قرابت دار کون لوگ ہین جنکی محبت ہم پر واجب ہوئی حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ قرابت مندمیرے علی ہین اور فاطمہ اور دونون فرزند اونکے - اس سے ثابت ہوا کہ یہی چارون نبی صلعم کے اقارب ہین اور جب یہ ثابت ہوگیا تو اس سے واجب ہوگئی یہ بات یہی چارون مخصوص ہین واسطے تعظیم اور تکریم کے - علاوہ اسکے اور بھی کئی دلیلین ہین اول فرمان باری تعالے الا المودۃ فی القربےٰ - اس آیت کے ساتھہ استدلال کی وہی وجہ ہے جو پہلے مذکور ہوئی - دوسری وجہہ - اس مین شک نہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ علیہا السلام کو پیار کرتے تھے اور آپکا ارشاد ہے کہ فاطمہ میری لخت جگر ہے جس بات سے اوسی ایذا ہوتی ہے وہ بات مجھے بھی ایذا پہونچاتی ہے اور یہ بات بھی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احادیث سے بتواتر ثابت ہے کہ آپ علی وحسن وحسین کو محبوب رکھتے تھے جب یہ بات ثابت ہوگئی تو انکی ساری امت پر واجب ہوگیا کہ مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علی وفاطمہ وحسن و حسین سے محبت رکھین جیسا کہ پروردگار عالم نے فرمایا ہے کہ تابعداری کرو انکی تاکہ تم ہدایت پاؤ اور پھر خدا نے فرمایا ہے پرہیز کرلے محمد اون لوگوں سے جو نافرمانی

کرتے ہین حکم الہی سے اور یہ بھی خدا فرماتا ہے کہ جو محبت رکھتا ہے خدا سے اور پیروی
کرتا ہے خدا کی وہ دوست رکھے آنحضرت کو تیسرے دلیل آل کے لیئے دعا کرنا ایک
بہت ہی بڑا منصب ہے اسیواسطے حسب فرمان باری تعالے آخر تشہد مین ہر نماز کے
یہ دعا کہ اللہم صل علے محمد وآل محمد وارحم محمد وآل محمد مقرر کی گئی ہے اور یہ تعظیم آل کے
سوا کسی دوسرے کے واسطے نہین پائی جاتی یہ سب وجوہ دلیل ہین اوسکی کہ ال محمد کی
محبت واجبات سے ہے۔ اور امام شافعی کا قول ہے کہ اگر آل محمد کی محبت کا نام
رفض ہے تو جن وانس گواہ ہین کہ مین رافضی ہون۔ جناب مولانا صاحب آپنے
بڑی طعن کی تھی شیعون پر مگر وہ آپ ہی پر لوٹ گئی۔

قال المولوی صادق حسین۔ مولانا صاحب اس مختصر تحریر سے آپکو اپنے
عقائد کی حقیقت معلوم ہوگئی ہوگی اور امید ہے کہ آپ اپنی غلطی کا اعتراف کرین گے
باایں ہمہ اگر آپکو اپنے عقائد کی صحت پر اصرار ہو تو میری یہ گذارش ہے کہ براہ مہربانی
آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلیفہ بلا فصل اور آئمہ اثنا عشر کے معصوم ومفترض
الطاعت ہونے کے ثبوت مین کوئی آیت قطعیۃ الدلالت یا حدیث صحیح مرفوع
متصل غیر معارض بآیات واحادیث صحیح پیش کرین اگر آپ ایسی آیت یا حدیث صحیح
پیش کرین گے تو آپکی خدمت مین فی آیت یا حدیث ایک روپیہ نذر کیا جائیگا

اقول جناب مولانا صاحب افضل العلما مین نے تعمیل ارشاد حضور والا کر دی
اور قرآن اور احادیث صحیح سے خلافت بلا فصل حضرت علی مرتضے علیہ السلام کی
ثابت کر دی اب ماننا نہ ماننا آپکے اختیار مین ہی رہا انعام سرکار اوسکے بارہ مین
یہ گذارش ہے کہ مجکو خداوند تعالے نے بے منت غیرے بہت کچھ دیا ہے مین
محتاج نہین ہون البتہ بجاے انعام کے مین آپ سے یہ چاہتا ہون کہ براہ مہربانی
آپ تعصب کو چھوڑکر حق کی طرف رجوع ہو جایئے تاکہ آپکی عاقبت بخیر ہو اسی مین

میری خوشی ہے دنیا کا کیا اعتبار اور دم کا کیا بھروسا آپ یہ نہ آئیے اور ایک
دن خدا کے سامنے جانا ہے خوب یاد رکھو۔

قطعہ تاریخ

سید محمد میر حسن المتخلص بہ اشہر متوطن سادات برہانپور بھیڑہ ضلع فتح پور ہسوہ
الحال مدرس فارسی و عربی گورنمنٹ ہائے اسکول اٹاوہ۔

حصحص الحق وازہق الباطل
بعدش اعلام حق کہ برافراخت
کو بحق بود و با کہ حق بودہ
زین صفت بود متصف حقا
مصرح ہل اتے واکملت
از برات و فقل تعالوا۔ ہم
بہرہ ور از۔ وان تظاہر۔ نیز
ہم و۔ تبلوہ شاہد مِنْہُ
گفت من شیتری بخفتہ بخت
اَلَّذِیْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ
فاقترف۔ جاءک بمودت
ہادی کل لکل قومٍ ھاد
ہر کہ بیند نعیما فضلش
کرم و رحم وے۔ زیوفوق

زاحمد مجتبےٰ لبشیر و نذیر
پشت خود باطل از کہ داد چو تیر
حق بگو حق بگو بحق قدیر
مورد انما جناب امیر
مقصد آمنوا وصی لبشیر
مقتدر بر ہمہ صغیر و کبیر
قول بلّغ بحق اوست نظیر
شاہد رتبتش برب قدیر
کو بخفتہ بخواب گاہ لبشیر
اتقاے ورا قویست نظیر
اجرش افزود قربت و توقیر
دانمودش ز ثعلبی تفسیر
در پذیرد چو نیست گر و ضریر
ہست روشن چو آفتاب منیر

مقتدا ے یکے ز ثقلین است
ہم سہیم نبی بنور و بلحم
انت منی بہ رسول گفت و - آنا
نسبتش ہمچو موسیٰ و ہارون
ناخداے سفینہ مثل نوح
دشمنش دشمن خدا و رسول
فارس بے نظیر عرصہ ہیج
حامی دین و کفر را ماحے
دافع شرک رافع ایمان
بضعۂ خاتم الرسل را زوج
بود مختار کل - مگر بخدا
تا بکے وصف او کنم انشا
مفترض گشت طاعتش لاریب
مدعی گر نمے کند باور
بہر سالش کہ حرز طفلانست
حق پیلپے بگو دوازدہ بار

۱۲۹۶ھ

لفظ حادی برائے سال دوم

۲۵+

فرق اعدا گرفتہ - ناد علی

۱+ ۱۳۲۰

ہست قرآن ناطق و تفسیر
کہ بانگشت خویش داد شیر
منکما - گفت جبرئیل خبیر
با رسول خدا چو شاہ و وزیر
منبع فیض تیغش نمایہ مطیر
دوستش دوست نبی و نصیر
مہبط لا فتےٰ و خیبر گیر
قاتل ہمچو دیو عمرو شریر
اسد اللہ و شاہ عرش سریر
باب بمثیل شبر و شبیر
مال دنیا نداشت غیر حصیر
تا کجا مدح وے کنم تحریر
گفت من کنت چون حبیب بصیر
گو بیا و ببین کتاب امیر
نیز سیف جوان عصاے پیر
ہم بپاپے بگیر و حرف مگیر

۲۵= ۱۳۲۱ھ

بگرفتہ حقوق این تسطیر

۱۲۹۶

ہشت بارہ بگو - مکن تقصیر

۱۳۲۱ھ

تا شود سال ثالثش پیدا	روز خیبر چنانکه خیبر گیر
اشهرا۔ سال چارمش آخر	سن چگویم چو وانمود غدیر
	۱۳۲۱

قطعہ تاریخ

جناب مولوی ممتاز علیصاحب امتخلص نائب مدرس مدرسہ اسلامیہ اٹاوہ

ناصح حق چو نصیحت بکند شام وسحر	بود از گفتن حق روی نکویان چو شفق
گوش دارد بحق آن اہل کہ گوشے دارد	بشنود حق نکند بیہدہ زق زق بق بق
وانکہ از روز ازل گر بود از حق شنوی	چون بود سامع حق رنگ کے خش گردد دق
راستی پیشہ کن و راست کو و حق بشنو	تا زبانت بدہان ہست بگو حق حق حق
تا بہ این مصرع چہ حق گفت بر آرسالش	نافع روز جزا النسخہ اعلام الحق

۱۳۲۱ ہجری